

Vol. I
No. 8.



Tuesday
10th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGE
Member Sworn	419
Starred Questions and Answers	419—457
Unstarred Questions and Answers	457—499
Motion regarding extension of time for the presentation of Report by the Committee on Unemployment	499—441
General Discussion on Budget	441—481

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Tuesday, the 10th March, 1953

The Assembly met at Half past Eight of the Clock

[*Mr. Speaker in the Chair*].

Member Sworn

Name of Member:

Constituency.

Shri Arutla Ramchandra Reddy.....Ramayanpet.

The Chief Minister (Shri B. Ramakrishna Rao) : Sir, I congratulate the new Member for Ramayanpet who has newly joined the ranks of the Assembly and I welcome him. I hope he will be an asset to the Assembly.

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Now let us take up questions.

* KHARIJ KHATA & PORAMBOKE LANDS

*36 (3) *Shri M. Buchiah* (Sirpur) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) the total acreage of Kharij Khata and Poramboke lands in the State ?

(b) the manner in which these lands are being distributed among the members of Scheduled Castes, Scheduled tribes and other backward classes ?

شری بی۔ رام کشن راؤ : اس سوال کے دو جزو ہیں۔ پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ خارج کھاتہ اور پرمبوک زمینات جو اسٹیٹ میں موجود ہیں اون کی فہرست تیار کی گئی ہے جو منسلک کر دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس کو ٹیبل پر رکھ دوں تو تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔ دوسرے جزو کا جواب یہ ہے اسپیشل لاؤئی رولس کے تحت ان زمینات کا ڈسٹریبیوشن (distribution) کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ہریجنوں اور ایک ورڈ کلاس (Backward classes) کو پریفرنس

(Preference) دیا جاتا ہے۔ کوئی اب سٹ برائز اون سے نہیں لیجاتی اور نین برس تک مالگزاری معاف کردینے کے متعلق بھی اس میں پروویرن (Provision) رکھا گیا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹیبل پر رکھنے کی بجائے اس فہرست کو ہاؤس میں پڑھ دیا جائے تو سوالات کرنے میں آسانی ہوگی۔

شری بی۔ رام۔ کشن راؤ۔ میں نے وقت کا لحاظ کرتے ہوئے کہا تھا۔ تاہم میں پڑھ دیتا ہوں۔

STATEMENT SHOWING THE TOTAL AREA OF KHARIJ KHATA AND PORAM-
BOKE LANDS IN THE STATE.

Sl. No.	District	Total area of Kharij Khata in the Dist.	Total area of Poramboke in the Dist.	Remarks.
1	2	3	4	5
		Ac. Gt.	Ac. Gt.	
1.	Hyderabad ...	10,418—35	75,035—3	
2.	Medak ...	36,553—21	1,51,759—0	
3.	Nizamabad	Total area of Kharij and Poramboke is 1,08,701 Ac. 20 Gt.
4.	Adilabad ...	73,231—0	1,52,917—0	
5.	Karimnagar ...	57,495—18	41,499—1	
6.	Warangal ...			Total area of poramboke & Kharij Khata is 47,023 Ac. 85 Gt.
7.	Khammam ...	28,179—39	57,604—2	
8.	Mahbubnagar ...	34,117—0	2,33,269—0	
9.	Nalgonda ...	45,773—34	1,08,317—0	
10.	Raichur ...	49,513—0	1,88,022—0	
11.	Gulbarga ...	35,051—5	1,79,739—22	
12.	Omanabad	11,309—29	
13.	Aurangabad ...	1,086—36	38,242—11	
14.	Bhir ...	135—37	40,494—0	
15.	Bidar ...	8,745—37	97,025—33	
16.	Nanded ...	17,774—31	1,20,195—34	
17.	Parbhani ...	3,364—26	40,249—0	

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ اس کے منجمہ کسے ایکرویسٹ لینڈ (Waste land) کے تحت تقسیم کئے گئے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ وہ میں نے ابھی کہا ہے کہ خارج کھاناہ اور ہرموک زمینات کے سلسلہ میں انیسل ڈفنز رولز کے ذریعہ یہ حکم دیا گیا کہ ہریجنوں اور ایک ورڈ کلاس کو پریفرنس (Preference) دیا جائے اور ان سے کوئی اب سٹ پرائز یعنی عراج معاوضہ کی رقم نہ لی جائے بلکہ بلا کسی معاوضہ کے ان کے نام پر پٹہ کر دیا جائے۔ خارج کھاناہ زمینات زیادہ کٹیویبل (Cultivable) ہوتے ہیں البتہ ہرموک کم کٹیویبل ہوتے ہیں۔ خارج کھاناہ زمینات وہ ہوتے ہیں جو پورے راج میں آچکے ہوتے ہیں اور بعد میں زراعت کرنے سے رہ جاتے ہیں۔ یہ زمباب دویارہ حلد ہی کاسب میں آسکتی ہیں۔ ہرموک زمینات زیادہ دقت سے کاست کے قابل ہوتی ہیں۔ ہریجنوں اور ایک ورڈ کلاس کی معاشی حالت یست ہوتی ہے۔ اس لئے تین برس کی مالگزاری بھی معاف کرنا طے کیا گیا ہے۔ اسی بناء پر ان کو سرٹیفیکٹس بھی دئے جاتے ہیں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ اب تک کتنے ایکرو زمین تقسیم کی گئی ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب کسی اور سوال کے جواب کے سلسلہ میں دیا جا چکا ہے۔ ناہم میں عرض کرونگا کہ قریب اب تک (۷) ہزار ایکرو زمین تقسیم ہوئی جس میں سے ہریجنوں کے لئے تقریباً (۵) ہزار ایکرو زمین دی گئی ہے۔

شری کے۔ وی۔ رام راؤ۔ شیڈولڈ کاسٹس۔ شیڈولڈ ٹرائس اور ایک ورڈ کلاس میں سے کس کو فرسٹ پریفرنس (First preference) اور کس کو سکند پریفرنس (Second preference) دیا جاتا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ پریفرنس کی ترتیب آنریبل ممبر نے جو دی اوسی ترتیب سے دیا جاتا ہے۔ یعنی پہلے شیڈولڈ کاسٹس (Scheduled castes) پھر شیڈولڈ ٹرائس (Scheduled Tribes) اور بعد میں ایک ورڈ کلاس (Backward Classes) کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

شری گنپت راؤ۔ جو مقدار ہرموک کے متعلق بتلائی گئی ہے وہ مال کے تحت ہے یا اس پر جنگلات کا قبضہ ہو چکا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ہرموک زمینات کی حد تک کچھ حصہ فارسٹ ڈپارٹمنٹ (Forest department) کے تحت ہوگا۔ لیکن خارج کھاناہ زمینات مال کے تحت ہیں۔

شری کے۔ یل۔ نوسہوان راؤ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ ہریجنوں میں جو اراضیات تقسیم کی گئی ہیں ان کو اب تک ہینڈ اوور (Hand over) نہیں کیا گیا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ صحیح نہیں ہے۔ جب زمینات الاٹ (Allot) کی جاتی ہیں تو ان کو برابر ہینڈ اوور کیا جانا ہے۔ البتہ کسی خاص صورت میں جہاں کوئی آبکسن ہو کہ اس سرکسی اور کا قبضہ تھا اور اس سلسلہ میں عذر داری پیس کیجائے تو اس کے متعلق تحقیقات کرنی ضروری ہوتی ہے۔

شری رتن لال کوٹیچہ - فارسٹ کے تحت جو پرمیوک زمینات ہیں کیا وہ بھی تقسیم کیجائے ہیں؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ فارسٹ کے تحت اگر کوئی زمین محفوظ نہ ہو یعنی غیر محفوظ ہو تو ویسی صورت میں بعض اراضیات دیجاتی ہیں لیکن بعض کیس میں سرشتہ جنگلات کی جانب سے یہ عذر داری اٹھائی گئی کہ افراسٹیشن (Afforestation) کے اسسمنٹ (Assessment) کے سلسلہ میں جو اراضیات محفوظ کئے گئے ہیں وہ نہ دئے جائیں۔ ایسے کیس میں جہاں ڈسپوٹ (Dispute) پیدا ہو گیا وہ پرمیوک اراضیات نہیں دئے جارہے ہیں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - میرے پاس چند کیس آئے ہیں کہ پرمیوک اراضیات میں سے جو زمینات دی گئی ہیں اون زمینات سے کاشتکاروں کو ایوٹ (evict) کیا جا رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں حکومت کیا کر رہی ہے؟

شری بی رام کشن راؤ - پولس ایکشن کے قریبی زمانے میں فارسٹ (Forest) کی ایسی اراضیات پر جو محصورہ تھے بلا کسی اجازت کے قبضے کر لئے گئے۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ ان لوگوں کے قبضہ کو جائز قرار دیا جانا چاہئے یا اس زمین کو دوبارہ محصورہ میں شامل کر لیا جانا چاہئے۔ فارسٹ ڈپارٹمنٹ نے حال ہی میں ایک سرکیولر جاری کیا ہے کہ سنہ ۱۹۴۹ء سے پہلے جن لوگوں کے ناجائز قبضے ہو چکے ہوں انکے نام اون اراضیات کا پتہ کرنا چاہئے۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں پولس ایکشن کے بعد جب اڈمنسٹریشن قائم ہوا اسکے بعد جن اراضیات پر قبضہ ہوا ہے اوسکو ایوٹ (Evict) کرنے کیلئے فارسٹ ڈپارٹمنٹ سے احکام جاری ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ جن کیس کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ نزاعی ہونگے۔ کیونکہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم دس بیس برس سے قابض چلے آ رہے ہیں لیکن تحقیقات سے یہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ ایسے کیس میری نظر میں آئے ہیں۔ اس بناء پر میں کہہ رہا ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - میرے پاس جو کیس آئے ہیں وہ آتھا رائیڈ (Authorized) ہیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - آتھا رائیڈ پوزیشن (Authorized Position) کے معنی تو یہ ہوتے کہ انکی پوزیشن آتھا رائیڈ ہو گئی۔ ایسی صورت میں آئریبل منسٹر انچارج (فارسٹ) اور ریونیو منسٹر ان کیس (Cases) پر غور کر سکتے ہیں۔

شری گنیت راؤ وا گھمارے - کیا ایسی زمبات بھی اسمیں شامل کی گئی ہیں
جہاں گیس نہیں آگئی ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ سوال جدا نہیں ہوا ۔

EDUCATIONAL EXPERTS COMMITTEE

*37 (23) *Shri G. Hanumanth Rao* (Mulug) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) whether the Government of India consulted the Hyderabad Government in appointing the Education Experts Committee for the transfer of the Osmania University ?

(b) whether the Government have agreed to transfer the University ?

شری بی۔ رام کشن راؤ - اس سوال کے دو جزو ہیں۔ پہلے جزو کا جواب اثبات میں ہے۔ دوسرے جزو کا جواب میں نے ڈسمبر کے مہینے میں تفصیلی طور پر دیا ہے کہ یونیورسٹی کے ٹرانسفر کے سلسلہ میں کیا خط و کتابت ہوئی ہے اسلئے مزید کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتا ۔

شری وی۔ ڈی۔ دتھانڈے - حکومت حیدر آباد سے جو مشورہ کیا گیا وہ ہاؤس میں یہ مسئلہ پیش ہونے کے بعد کیا گیا یا پہلے ؟ اور کیا یہ مسورہ خط و کتابت کے ذریعہ کیا گیا یا ٹیلیفون پر ؟

شری بی رام کشن راؤ - ٹیلیفون سے نہیں ہوا ۔ زمانہ یاد نہیں ہے ۔ مسورہ قریب قریب اسی زمانے میں ہوا ہے جبکہ رزلوشن اسمبلی میں زیر بحث آیا تھا ۔

MEDIUM OF INSTRUCTION

*38 (24) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

Whether the Government have consented to introduce Hindi as medium of instruction in the Osmania University ?

شری بی۔ رام کشن راؤ - اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں ۔ میڈیم آف انسٹرکشن (Medium of instruction) بنانے کیلئے یونیورسٹی کے ٹرانسفر (Transfer) کا پروزل (Proposal) ہے ۔ اسمیں یہ چیز مضمر ہے ۔ کب اور کس حد تک ہندی کو عثمانیہ یونیورسٹی میں میڈیم آف انسٹرکشن مقرر کیا جاسکتا ہے یہ سوال بھی اس کمیٹی کے زیر غور ٹرمس میں سے ایک ٹرم (Term) ہے ۔ جب کمیٹی اپنی سفارشات پیش کریگی اسوقت گورنمنٹ ان پر غور کریگی ۔

- شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا کمیٹی نے اپنا کام شروع کر دیا ہے ؟
- شری بی۔ رام کشن راؤ - ابھی کام شروع نہیں ہوا ہے۔ تاریخ تبدیل ہوئی ہے۔
- شری جی۔ ہنمنت راؤ - کیا یونیورسٹی کے بارے میں سینیٹ (Senate) کو کوئی ادھکار (अधिकार) نہیں رہیگا ؟
- شری بی۔ رام کشن راؤ - سینیٹ (Senate) کو جو ادھکار ہے وہ رہیگا۔
- شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا میڈیم آف انسٹرکشن (Medium of Instruction) تبدیل کرنا ہو تو چارٹر (Charter) تبدیل کرنا پڑیگا ؟
- شری بی۔ رام کشن راؤ - کمیٹی کی رپورٹ پیس ہونے کے بعد اگر یہ طے ہو جائے کہ ٹرانسفر عمل میں آئیگا تو ٹرانسفر کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا کو ایکٹ بنانا پڑیگا۔ موجودہ یونیورسٹی کا چارٹر راج پر مکھ نے نہیں بلکہ نظام کی حیثیت سے نظام نے دیا ہے۔ اسوقت اسی چارٹر پر عمل ہو رہا ہے۔

CENTRAL RESEARCH LABORATORIES

*39 (25) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

The expenditure incurred annually during the last five years by the Government on Central Research Laboratories and Engineering Research Laboratories ?

شری بی۔ رام کشن راؤ - سنٹرل ریسرچ لیباریٹریز (Central Research Laboratories) کیلئے گزشتہ پانچ سال میں جو خرچہ ہوا ہے اوسکی تفصیل یہ ہے۔

سنٹرل ریسرچ لیباریٹریز	
سنہ ۴۸-۴۷ ع	(۲۳۹۸۳۰)
سنہ ۴۹-۴۸ ع	(۲۶۰۱۳۵)
سنہ ۵۰-۴۹ ع	(۲۰۶۵۲۷)
سنہ ۵۱-۵۰ ع	(۳۷۳۷۳۸)
سنہ ۵۲-۵۱ ع	(۵۰۶۵۸۷)
انجینئرنگ ریسرچ لیباریٹریز	
سنہ ۴۷-۴۶ ف	(۱۹۳۵۰۸)
سنہ ۴۸-۴۷ ف	(۱۸۳۷۶۰)
سنہ ۴۹-۴۸ ع (نصف سال)	(۹۳۲۲۰)

(۳۱۱۳۶۳)

سنہ ۱۰۰۰ ع

(۲۵۵۰۳۲۱)

سنہ ۵۰۰ ع

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا کوئی گرانٹ (Grant) انکو دیا جاتا ہے اگر دیا جاتا ہے نو سپرویزن (Supervision) کیوں کرتا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - سنٹرل لیبیریٹریز کیلئے پانچ لاکھ گرانٹ منظور کیا گیا ہے۔ ایجینٹنگ ریسرچ لیبیریٹریز کو کوئی ریکرننگ گرانٹ (Recurring Grant) نہیں دیا جاتا ہے البتہ نان ریکرننگ گرانٹ (Non-recurring Grant) دیا جاتا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - میرا سوال یہ ہے کہ مرکز کی طرف سے کوئی کوارڈینیشن (Co-ordination) ہوتا ہے یا نہیں ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - ان دونوں لیبیریٹریز (Laboratories) کیلئے ایک گورننگ کونسل (Governing Council) ہے۔ اس میں ہماری حکومت کے پی۔ ڈبلیو۔ ڈی منسٹر بھی ہیں۔ ان پر کوئی سپرویزن گورنمنٹ آف انڈیا کا نہیں ہے۔ البتہ جو گورننگ باڈی (Governing Body) ہے اس میں ڈاکٹر فرنچ اور ڈاکٹر ناریل والا بھی شامل ہیں۔ مگر راست سپرویزن انکا نہیں ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - جن چیزوں پر دوسری جگہ ریسرچ (Research) ہو رہا ہے کیا انہیں چیزوں پر یہاں بھی ریسرچ کیا جاتا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - نہیں ایسا نہیں ہے۔ دوسرے انسٹی ٹیوشن (Institution) کے ممبرس جب کسی دوسری جگہ کسی سبجکٹ (Subject) پر ریسرچ کرتے ہیں تو اوسی سبجکٹ پر یہاں ریسرچ نہیں کیا جاتا۔ اس طرح ڈیپلیکیٹ ریسرچ (Duplicate Research) نہیں کیا جاتا بلکہ کوئی دوسرا سبجکٹ لیا جاتا ہے۔ *

INSPECTION OF GOVERNMENT OFFICES

†*42 (70) Shri V. D. Deshpande: Will the hon. the Chief Minister be pleased to state :

(a) the number of offices inspected during 1952 by the Chief Inspector of Government Offices ?

(b) the special features of his enquiries and the benefits accrued therefrom ?

* 40. (46) & 41 (47) answers under the heading Unstarred Questions and Answers.

† This question standing in the name of Shri Ch. Venkatram Rao was put by Shri V. D. Deshpande under authorisation.

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے دو اجزاء ہیں۔ پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۲ء میں چیف انسپکٹر نے (۱۱۷) گورنمنٹ آفسس کا انسپکشن (Inspection) کیا ہے دوسرے جزو کا جواب میں نے سوال نمبر (۶۷۸) کے اجزاء ایک تا تین کے جواب میں گذشتہ سینٹین میں تفصیل سے دیدیا ہے جبکہ آنریبل ممبر ورنگل نے یہ سوال کیا تھا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ دوبارہ اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ چیف انسپکٹر جو انسپکشن رپورٹ دیتے ہیں اوس کو کس حد تک پیش نظر رکھا جاتا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس کا جواب بھی میں نے سابقہ سوال کے موقع پر تفصیل سے دیدیا ہے تاہم آنریبل ممبر کی تشفی کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ چیف سکریٹری کے مشورہ سے اپنا پروگرام بناتے ہیں۔ جب ان کی رپورٹ آتی ہے تو ان پر غور کیا جاتا ہے۔ جو مشورے قبول کئے جانے کے لائق ہوتے ہیں وہ قبول کئے جاتے ہیں اور جو ناقابل عمل ہوتے ہیں مجبوراً ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے جو سبجیشنز (Suggestions) دئے اور جن پر عمل کیا گیا اون کی وجہ سے بہت فائدہ ہوا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا اس سال پوبیس ڈپارٹمنٹ کا انسپکشن ہوا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ مجھے یاد نہیں کہ اس سال آئی۔ جی۔ پی کے آفس کا انسپکشن ہوا ہے یا نہیں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا اس طرح سالانہ انسپکشن کا انتظام نہیں ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ انسپکشن تو ہوتے ہیں لیکن ان کے لئے کوئی خاص ڈیٹس (dates) فیکس (fix) نہیں ہیں۔ جو بھی تاریخ کنوینینٹ (Convinient) ہو اس کے لحاظ سے انسپکشن کیا جاتا ہے۔ ایسا کوئی تعین نہیں کہ کسی خاص آفس کا انسپکشن کسی خاص معینہ تاریخ کو ہوگا۔

P. S. C. REPORT

†*43 (71) Shri V. D. Deshpande : Will the hon. the Chief Minister be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the Government have to accord sanction for the publication of the annual report of the Public Service Commission ?

†*This question was originally tabled by Shri Ch. Venkataram Rao but since Shri Venkataram Rao was not present the same was put by Shri V. D. Deshpande under authorisation.

(b) whether it is also a fact that the Hyderabad Public Service Commission has officially published its annual report for 1951-52 ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اے۔ میں۔ گورنمنٹ سے کہہ دوں کہ سن ڈو
 اسی اصول رپورٹ (Annual Report) سناؤ۔ کی منظوری میں
 دی۔ کنونشن (Convention) یہ ہے کہ رپورٹ سے وہ ایک سال میں
 کی جائے۔ جب تک کہ وہ گورنمنٹ یا پبلک سروس میں کی جائے۔ اس کے
 اسمبلی کے ماتھے میں ہو جائے۔ جب وہ ایجنسائیٹو میں ہو۔ اس کے
 ماتھے میں ہو جائے۔ (Memorandum) اس میں ہونا ہے
 جس طرح کا نئی ٹیونس میں ہدایت کی گئی ہے۔

ی۔ جس بلیکیتن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے کہ اذنیٹ (Officially)
 ایسا کیا گیا اس کے تو معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ اگر اس کے معنی یہ ہیں کہ کمیشن
 نے یہ رپورٹ بریس کو رلیز (Release) کیا ہے تو یہ غیر صحیح ہے۔
 اور نہ کمیشن نے کسی کو فروخت کیا ہے۔

سی۔ گورنمنٹ اور کمیشن میں اختلاف رائے.....

Mr. Speaker: In the printed list of questions, there are no parts (c) & (d). They need not be answered.

Shri V. D. Deshpande : But in the original questions, there are parts (c) & (d).

Mr. Speaker : We will have to go according to the printed list.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میرا سوال یہ تھا کہ گورنمنٹ کی رائے اور پبلک
 سروس کمیشن کی رائے میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے یہ رپورٹ، ہاؤس کے سامنے
 نہیں آئی ..

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ یہ گورنمنٹ کے پاس پیش ہو چکی ہے اور بہت جلد میمورینڈم
 کے ماتھے ہاؤس کے ٹیبل پر رکھی جا رہی ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ پبلک سروس کمیشن سے
 رپورٹ چھاپی گئی تھی ؟ اخبارات میں بی بی یہ رپورٹ چھپی۔ جس پر حکومت نے اعتراض
 کیا اور گا لیاں واہیں لے لیں۔ اور اخباروں کو یہ ہدایت کی گئی کہ رپورٹ پبلش
 (Publish) نہ کی جائے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ بہ صحیح نہیں ہے۔ اتنا واقعہ ضرور ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے گورنمنٹ کے پاس رپورٹ بیسٹس کرنے کیلئے اسکو پبلش کروایا۔ لیکن جیسے کہ عموماً ہوا کرتا ہے پبلش ہونے میں کاپیاں پریس کو مل جاتی ہیں۔ کبھی کبھی سیکریٹ کر سبائنڈنس (Secret correspondence) بھی پریس میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کے کچھ اجزا پریس میں آ گئے۔ جس پر حکومت نے پبلک سروس کمیشن سے یہ دریافت کیا کہ یہ رپورٹ کس طرح لیک (Leak) ہوئی۔ معلوم ہوا کہ کمیشن نے خود اپنی طرف سے رپورٹ کو رلیز (Release) نہیں کیا۔ طریقہ یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن اپنی رپورٹ پرنٹ کرنے کے بعد اسکو حکومت کے پاس بھیجتا ہے۔ حکومت اپنے تاثرات کو ایک سیمورنڈم کی شکل میں مرتب کر کے راج ہرمکھ کے پاس پیش کرتی ہے اور انکے آرڈر کے بعد اسے لیجسلیٹیو اسمبلی میں بھیجا جاتا ہے۔ پروسیجر (Procedure) تو یہ ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا فرق صرف اتنا ہوا کہ کسی طرح یہ رپورٹ پریس کو مل گئی اور انہوں نے اسے چھاپ دیا۔

شری ایم۔ پچیا۔ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پرنٹ ہو کر اتنا عرصہ ہوا اس کے باوجود اب تک یہ اسمبلی کے سامنے کیوں نہیں آئی ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ راج ہرمکھ کے آرڈر کے بعد یہ کاپیاں تیار ہو کر پرنٹ ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اب آگئی ہونگی۔

شری ایم۔ پچیا۔ کیا اب وہی اصل رپورٹ پرنٹ ہو رہی ہے یا کوئی دوسری رپورٹ پرنٹ ہو رہی ہے ؟

شری بی۔ رام۔ کشن راؤ۔ آنریبل ممبر انسینویشن (Insinuation) کر رہے ہیں۔ انہیں اپنے الفاظ واپس لینا چاہئے۔

Shri V. B. Raju ((Secunderabad-General): Is it a fact that the first report of the Hyderabad Public Service Commission was released by the Commission itself, or was it done by the Government ?

Shri B. Ramakrishna Rao : The previous report, i.e. the first report, was released by the Public Service Commission itself. Government, however, informed the Service Commission that according to convention, it had to submit the report to the Government before it is released. This suggestion was accepted by the Public Service Commission, who have agreed that thereport should not be released before it is submitted to Government.

Shri V. D. Deshpande : Is it only a convention or is it obligatory on the part of the Public Service Commission to submit the report first to Government ?

Shri B. Ramakrishna Rao : It is not merely a convention; but it is laid down in the Rules.

TANK BEDS

*44 (132) *Shri G. Sreeramulu* (Manthani) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the tank beds in Huzurabad taluqa are being given free by Tahsil Office without auctioning them as in other taluqs?

(b) If so, for what reasons?

منسٹر فار اگرائز فار سٹس اینڈ ریوینیو (سری کے - وی - رنگ ریڈی) - اے - معقہ کریمنگر جگہاں مٹ پلی حضور آباد میں موسمی حالات خراب ہونے کی وجہ سے ککٹر ضلع کریمنگر کی جانب سے یہ تحریک ہوئی تھی کہ ہریجنوں اور دیگر بے زمین اشخاص کو اراضیات سکم تالاب آعلیٰ دھارہ خنکی بر دئے جائیں اور انکا ہراج نہو - اس کی منظوری مجلس مال نے دی - کریمنگر کے ماہی (م) تعلقات میں بعض اراضیات سکم تالاب کا تحت ضابطہ نیلام کیا گیا تھا مگر ان تعلقات میں اب یہ رعایت دیگئی ہے کہ ہریجنوں اور بے زمین اشخاص کو اعلیٰ دھارہ خنکی بر اراضیات سکم تالاب بغرض کاشت دیجائیں -

بی - موسمی حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے حسب تحریک ضلع ایسا عمل کیا گیا -

Shri M. Buchiah : Mr. Speaker, Sir, I rise on a point of order. The question is addressed to the Chief Minister whereas it is being answered by the Minister for Excise.

Shri B. Ramakrishna Rao : It is absolutely within my right to ask any member of my Cabinet to answer the question.

مسٹر اسپیکر - وہ انکے ذمہ ہے اسلئے انہوں نے جواب دیا ہے -

شری جی - سری راملو - کیا منسٹر صاحب بتلا سکتے ہیں کہ اس طرح آکشن کیوں رکھا جا رہا ہے ؟ پالیسی تو یہ تھی کہ پولس ایکشن کے بعد زمینات فری (Free) دی جائیگی - لیکن اب اس طرح کیوں متزلزل پالیسی اختیار کی جا رہی ہے ؟

شری کے - وی رنگا - ریڈی - عام قاعدہ یہ ہے کہ شکم تالاب کی زمینات آکشن (Auction) کی جاتی ہیں - لیکن خاص حالات کے تحت جیسے موسمی حالات ہیں جنکا میں نے ابھی ذکر کیا ہراج کا عمل نہیں کیا گیا -

شری جی - سری راملو - کیا یہ عمل موسمی حالات پر منحصر ہے یا ہریجنوں کی مدد کرنے کی نیت سے ایسا کیا گیا ہے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی عام طور پر جس طرح ماہر دیکرنا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کے سوال کے جواب میں یہی مانا گیا ہے کہ زمینات دیگئی ہیں۔ بار بار کہہ رہے۔ کی وجہ سے انکی مزید مادی کرنا ضروری سمجھا گیا اسلئے غیر معمولی طور پر اراضی اور کسے کیلئے دیکر ان کی مدد کی گئی

شری گنیت راؤ واگھمارے (ڈیکور۔ محفوظ)۔ دیا عام طور پر ٹنک بڈس (Tank beds) ہریجنوں کو دینے کے احکام جاری کئے گئے ہیں ؟

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی۔ میں نے کہا ہے کہ ضام سے تحریک ہوئی اور بورڈ نے اسکی منظوری دی۔ منظوری کے بعد احکامات دئے گئے۔ اس بناء پر اراضیات ہرے ہریوں کو کاسٹ پر دیگئیں۔

شری گنیت راؤ واگھمارے۔ میں بوجہ رہا ہوں کہ کیا عام طور پر اسی طرح ہریجنوں کو ٹنک بڈس دینے کے احکامات ہیں ؟

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی۔ ٹریوٹ اور خارج کیا نہ زمینات کی نہ بہت آرمیل ہے۔ منسٹر نے جواب دیا ہے۔ اس سے آپکو معلوم ہوا ہوگا۔ لیکن نہ کم مالز کی حالت۔ ہٹو ضام کریمنگر ہیں وہاں کے خاص حالات کے تحت سکیم نالاب کی اراضیات اور طرح دینے کی منظوری دی گئی۔ مگر بورے ملک میں اراضیات سکیم نالاب درپیش کر دیتے ہیں۔ کے متعلق کوئی احکام نہیں دئے گئے ہیں۔

شری کے۔ ایل۔ نرسمہا راؤ۔ (یلندو)۔ کیا آریبل منسٹر جانتے ہیں کہ لینڈلس (Landless) لوگوں کے نام سے مالدار لوگوں کو زمینات دی گئی ہے۔

Mr. Speaker : It is a general question.

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی۔ ایسا نہیں کیا گیا ہے۔ اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو یہ غلط عمل ہوا ہے۔ گورنمنٹ کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ مالدار لوگوں کو ہی زمینات دی جائیں۔ البتہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہریجنوں کو جو زمینات دی جاتی ہیں وہ ان زمینات کو مالدار لوگوں سے پیسہ لیکر ان کے ہاتوں فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ ایک عام بات ہے۔ صرف کریم نگر سے متعلق نہیں جب کبھی گورنمنٹ کے عام میں یہ بات آتی ہے تو اس کے اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔

شری مادھو راؤ نرلی کر۔ کیا یہ صحیح ہے کہ اس طرح جو زمینات دی گئی ہیں وہ واپس لے لی جا رہی ہیں۔

شری کے وی رنگاریڈی۔ ایسا کوئی واقعہ میرے علم میں نہیں ہے۔

شری مادھو راؤ نرلی کر۔ کریم نگر میں ایسے واقعات ہوئے ہیں جس کی اطلاع گورنمنٹ کو کہتی ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - میں نے کہہ دیا ہے کہ اس کو واقعی واقعہ سے عہدہ میں لے کر آئے۔

شری جی۔ سری۔ ڈی۔ ملو - جب آفس چلا جائے تو اس کے معنی یہ ہوئے ہیں کہ جس کی Bid (بڈ) زیادہ ہو اس کو زمین دی جائے۔ اس طرح ہمارے لوگ بہت حاصر کر رہے ہیں اور ہریجنوں کو آکھو جی نہیں ملتا۔ آئریبل ممبر کہتے ہیں کہ ہمارے اس دی گئیں۔ کیا یہ دو متضاد باتیں نہیں ہیں؟

Mr. Speaker : This is argumentative.

*45 (132-A) Shri G. Sreeramulu : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) whether the Government propose to give the tank beds free to the Harijans and landless Kisans in the villages ?

(b) whether any order was passed for the tank beds to be given free to the Harijans without auctioning in Manthani taluka?

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - اے۔ حکومت کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہیں ہے۔

و۔ ضلع کریم نگر کے دوسرے تعلقات کی طرح رعایہ منہنی میں بھی اراضیات شکمہ بالاب کے متعلق عمل کیا گیا۔

شری جی۔ سری راملو - ایسے احکام دیئے گئے تھے کہ زمیندار اینڈس (landless) کسانوں اور ہریجنوں کو دیئے جائیں۔ لیکن اس سے پہلے ہی ہراجات ہو گئے۔ کیا ایسی صورتیں رعایات واپس دی جائیں گی؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - جہاں آکشن کے بعد قبضہ ہو گیا ہے اور کاشت ہو گئی ہے تو ایسی صورت میں زمیندار چھینی نہیں گئی ہیں۔ البتہ جہاں تک عمل نہیں ہوا ہے وہاں ہریجنوں کو دی گئی ہیں۔

شری ایم۔ بچیا - کیا آکشن میں صرف ہریجنوں کو ہی زمین دی جاتی ہے؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - آکشن صورت میں ہریجن اور غیر ہریجن کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - خاص طور پر کریم نگر ضلع میں ہریجنوں کے ساتھ یہاں عمل کیا گیا ہے۔

శ్రీ కె. వెంకయ్య (మధిర) - ఆ చెరువుల తీరముల నకు చుట్టివలయుచో చెరువులకు వేలము వేయడం మంత్రిగారికి తెలియునా?

శ్రీ బి. రామకృష్ణారావు:—ఆ విషయం మంత్రిగారికి, ప్రభుత్వానికి కూడా తెలియను. అందుకొరకే చెరువులలో భూములు ఎవరికీ ఇవ్వకూడదని రూల్స్ (Rules) ఉన్నవి. గాని ప్రత్యేకంగా హరిజనుల ఇబ్బందులను దృష్టిలో ఉంచుకొని ఆ చెరువులు మరమ్మత్తు అయ్యే వరకు హరిజనులకు ఇవ్వబడుతున్నాయి. ఆ చెరువులు మరమ్మత్తులు అయితే ఆ హక్కు ఉండదు. ఎందుకేతప్పిందో చెరువులు మరమ్మత్తు అయితే ఎక్కువ తాభం ఉంటుందీ గనుక.

శ్రీ జి. హనుమంతరావు:—ఆ విధంగా ప్రత్యేకంగా కరింనగర్ జిల్లాలో మాత్రమే ఎందుకు జరగా లోంది?

శ్రీ బి. రామకృష్ణారావు:—కరింనగర్ జిల్లాలో రెండు మూడు తాలూకాలలో మాత్రమేనని.....

Mr. Speaker : It would be better if hon. Member speak in Hindi so that all the Members and I can also understand the question and the answer.

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ آنریبل ممبرس اپنی اپنی زبانوں میں سوالات کرتے ہیں اس لئے مجھے بھی ان ہی زبانوں میں جوابات دینے کی سہولت (سہولت) ہوتی ہے۔ اس سوال کا جواب کہ کریمنگر میں خاص طور پر اپنا عمل کیوں کیا گیا آنریبل ممبر کی جانب سے دیا جا چکا ہے۔ وہاں پر موسمی حالات خراب ہونے کی وجہ سے ہریجنوں کی مشکلات بڑھ گئی تھیں اس وجہ سے وہاں پر یہ خاص رعایت کی گئی ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ کیا ورنگل میں خاص حالات نہیں ہیں ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ورنگل کیا ساری ریاست حیدر آباد میں خاص حالات ہو سکتے ہیں۔ لیکن جہاں گورنمنٹ کو زیادہ تکلیف اور پریشانی نظر آتی ہے وہاں ریلیف (Relief) دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ورنگل ساری ریاست کا لحاظ کرتے ہوئے ٹینک بڈس (Tank-beds) اگر ہریجنوں یا دوسرے لوگوں کو دیدنے جائیں تو بڑا غضب ہو جائیگا۔

Shri G. Hanumanth Rao rose—

Mr. Speaker : The hon. Member is going to Warangal and other districts whereas the question pertains only to Manthani taluq.

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کریمنگر میں ہی خاص طور پر ایسا عمل کیوں کیا گیا ؟ ورنگل میں بھی تو ایسے حالات ہیں۔

Mr. Speaker : That is not relevant here.

EXCESS COLLECTION BY MAKHTEDAR

*46 (133) Shri. G. Sreeramulu : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) whether it is a fact that one Lokageri Pedda Ramanna, Makhtedar of Rudram village in Manthani taluqa collected Rs. 22,000 from the Shikmedars of this Billmakhta ?

(b) whether the Naib Tahsildar who enquired into the matter reported about the coercive methods adopted by the above Makhtedar ?

(c) whether and if so, what decision was given by the Deputy Collector of Huzurabad to whom the Shikmedaras requested for refund of the excess amounts collected ?

شری بی۔رام کشن راؤ۔ یہ سوال ایک پریٹیکار کیس (Particular case) کے بارے میں پوچھا گیا تھا اس کے بارے میں تحقیقاتی رپورٹ دینے کے لئے کلکٹر کو حکم دیا گیا ہے۔ کل تک بھی کلکٹر کے پاس سے رپورٹ وصول نہیں ہوئی۔ جب رپورٹ وصول ہو جائیگی تب اسکی تفصیلات آنریبل ممبر کو دی جائیگی۔

شری جی۔ سری راملو۔ اس کے بارے میں ایک درخواست دی گئی تھی۔ درخواست کا فیصلہ بھی ڈپٹی کلکٹر نے کر دیا اور موقع پر پہنچ کر تحقیقات کی رپورٹ بھی کلکٹر کے پاس آچکی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ابھی تک حکومت کے پاس نہیں پہنچی۔

شری بی۔رام کشن راؤ۔ ممکن ہے ابھی تک رپورٹ کلکٹر کے پاس ہی ہو اور حکومت کو وصول نہ ہوئی ہو۔

INAM LANDS

*47 (176) Shri K. Venkatram Rao : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) what is the area of the inam lands in the State ?

(b) what would be the income of the Government if all the Inam lands would be enfranchised ?

(c) whether the Government is considering about the abolition of all the Inams ?

شری بی۔رام کشن راؤ۔ اس سوال کے (۳) جزو ہیں۔ (۱) کا جواب یہ ہے کہ پورے انعامی اراضیات کا رقبہ (۳۲۲۶۳۲) ایکڑ ہے (بی) کا جواب یہ ہے کہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ (۳۲۲۶۳۲) کی مالکزاری غالباً (۳۲) لاکھ ہوگی۔ (سی) کا جواب یہ ہے کہ ایک بل اثر و دیوس کیا گیا ہے جس کی رو سے سروسس انعام۔ خدماتی انعام جو سیت سندھیوں وغیرہ کو دئے جاتے ہیں۔ مذہبی خدمات کے انعام اور چپارٹ ایبل (Charitable) انعامات کو مستثنیٰ کر کے سارے انعامات کو انفرنچائز (Enfranchise) کیا جائیگا۔ وہ بل جب پیش ہو جائیگا تو یہ انعامات خود بہ خود ابالش (Abolish) ہو جائیں گے اور وہ تمام انعامات آٹومیٹکلی (Automatically) ہٹنے کی حیثیت میں کنورٹ (Convert) ہو جائیں گے۔

شری وی۔ ڈی۔ دشیپانڈے۔ میرا سوال نہ ہے کہ جن انعامی اراضیات کو آب مستثنیٰ کرنے والے ہیں ان کا رقبہ کتنا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس کے بارے میں فیکرس (figures) کلکٹ (Collect) نہیں کئے گئے لیکن اندازہ لگایا گیا ہے کہ قریب قریب (۴۰) فیصد رقبہ ہوگا۔ صحیح فیکرس کلکٹ نہیں کئے جاسکے۔

شری پاپی ریڈی۔ جب یہ انعامات پٹہ میں تبدیل کئے جائینگے تو جو کسکار ۴۰ سال سے کاشت کر رہے ہیں اور جنہوں نے باؤایاں کھود کر زمینات کو قابل کاشت بنایا ہے اور موضع بسائے ہیں ان کے رائٹس (Rights) کا کیا ہوگا ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس کے متعلق پریوزڈ بل (Proposed Bill) میں پروویژن (Provision) موجود ہے کہ جو انعامات پٹہ میں کنورٹ (convert) ہو جائینگے ان انعامداروں کی حیثیت پٹہ داروں کی نہ رہیگی بلکہ اگر ان کا قبضہ مقررہ مدت تک رہ چکا ہے تو وہ پروٹیکٹڈ ٹیننٹس (Protected Tenants) ہو جائینگے ورنہ معمولی ٹیننٹس کی حیثیت سے رہینگے۔ بہر حال ٹیننسی ایکٹ (Tenancy Act) تمام پٹہ داروں سے جس طرح متعلق ہوگا اسی طرح ان سے بھی متعلق ہوگا۔

شری کے۔ وی۔ راما راؤ۔ انفرانچائزمنٹ (Enfranchisement) کا قانون پہلے بھی تھا۔ اس پر کیوں عمل نہیں کیا گیا ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس وجہ سے وہ ناکافی سمجھا گیا کہ وہ انفرانچائزمنٹ قانون میں تھا بلکہ (۸-۱) یعنی دو آنے اسسمنٹ (Assessment) رکھنے کے متعلق انوں تھا۔ گزشتہ سال اس گورنمنٹ کے فارمیشن (Formation) کے دیر ۸ ماہ قبل ہی وہ پاس ہو چکا تھا۔ جب موجودہ گورنمنٹ آئی تو یہ مناسب سمجھا گیا کہ (۱/۸) قسمینٹ نہ ہونا چاہئے بلکہ فل (Full) اسسمنٹ لیا جانا چاہئے۔ اسی وجہ سے ایسا بل پرموٹ (Promote) کیا گیا ہے۔

CONFERENCE OF GOVERNORS & RAJPRAMUKHS

*48. (177) *Shri K. Venkatram Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Is it a fact that the Rajpramukh of Hyderabad has not attended the Conference of Rajpramukhs and Governors held at New Delhi ?

(b) If so, what are the reasons ?

(c) Who represented him at the said conference ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے بھی تین جزو ہیں۔ پہلے جزو کا جواب ہے
ہاں۔ دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ صحت کی وجوہات کی بنا پر وہ نہیں گئے۔ تیسرے
جزو کا جواب یہ ہے کہ کوئی نمائندگی نہیں ہوئی۔

شری کے۔ وی۔ رام راؤ۔ صحت کی وجوہات کی بنا پر نہیں گئے یا وہاں جانا انہوں
نے کسر شان سمجھا؟

Mr. Speaker : I can't allow that question.

CONGRESS SESSION

*49 (130) Shri G. Sreeramulu : Will the hon. Minister for
Local Self Government be pleased to state :

(a) the amount of loan obtained by the Hyderabad Municipal Corporation from the Government for construction dust proof (cement) roads in connection with the Congress Session in January, 1953 ?

(b) the rate of interest charged thereon and the number of instalments in which the loan is to be repaid ?

شری۔ انا راؤ گن مکھی۔ پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ کانگریس کے اجلاس کے سلسلہ
میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے بلدیہ حیدر آباد نے کوئی قرضہ حاصل نہیں کیا۔ سوال کا
دوسرا جزو پیدا نہیں ہوتا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا حال ہی میں یہ جواب نہیں دیا گیا کہ میونسپل
کارپوریشن کو (۳۰) ہزار روپیہ بطور لون (Loan) دئے گئے ہیں؟ کیا آنریبل
منسٹر اس کو نہیں جانتے؟

شری انا راؤ گن مکھی۔ گرانٹ کے طور پر دئے گئے ہیں۔ قرضے کے طور پر نہیں
دئے گئے۔ سوال یہ تھا کہ کیا قرضہ دیا گیا ہے۔ گرانٹ کے طور پر ضرور رقم دی گئی ہے۔

شری جی۔ سری راملو۔ کیا اس سے زیادہ کام اسٹیٹ میں نہیں تھا جو کانگریس
سشن (Congress Session) کے سلسلہ میں رقم دی گئی؟

شری انا راؤ گن مکھی۔ کانگریس سشن کے سلسلہ میں نہیں دی گئی بلکہ تعمیر
سڑک کے سلسلہ میں یہ رقم حیدر آباد میونسپل کارپوریشن کو دی گئی۔ جو ایک مستقل
اور ضروری کام کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ پہلے (۲) لاکھ (۸۳) ہزار روپیہ دئے گئے
ہوئے (۱۰۸۰۰) روپیہ دئے گئے اور بعد میں کنسروینسی اسٹاف (Conservancy Staff)
اور جنرل ریونیو (General Revenue) کے تحت (۳۰) ہزار روپیہ دئے گئے۔

شری جی۔ سری راملو۔ ٹائل نگر تک سڑک تعمیر کرنے کی کیا ایسی ہی ضرورت
تھی؟

شری انا راؤ کن مکھی - نائل نگر نہیں بلکہ شہر حیدر آباد میں سڑکوں کی تعمیر کی گئی۔

SURVEY & PLAN FOR WATER SCHEME

*50 (173) *Shri K. Venkatram Rao* : Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

(a) Is it a fact that the survey and plan for the water scheme for Nalgonda was prepared by the previous Government prior to Police Action ?

(b) If so, why was it not executed ?

شری انا راؤ کن مکھی - سربراہی آب نلگنڈہ کے لئے ایکسٹ سنہ ۱۹۴۹ء میں ایک اسکیم تیار کی گئی تھی جس کے اخراجات کا اندازہ (۱۸۲۱۰۰۰) روپیہ تھا - دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ عدم موجودگی گنجائش کی وجہ سے اس اسکیم کو ہاتھ میں نہیں لیا جاسکا۔

RESTRICTIONS ON MUSLIMS

*51 (26) *Shri M. Buchiah* : Will the hon. Minister for Labour, Rehabilitation, Information and Planning be pleased to state :

(a) Whether there are any rules restraining the Muslims from selling, in times of need, movable or immovable properties ?

(b) If so, the reasons for formulating such rules ?

(c) If not, why are the Muslims being restrained from such sales ?

ہوم منسٹر (شری دگمبر راؤ بندو) - عام طور پر مسلمانوں کو اپنی جائداد بیچنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ اور نہ ایسے کوئی قواعد ہیں۔ دوسرے اور تیسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

شری ایم۔ بچیا - کیا مسلمانوں کو انٹنڈنگ ایواکیوی (Intending evacuee) کہہ کر ان کو جائداد بیچنے نہیں دیا جاتا ؟

شری دگمبر راؤ بندو - وہ تو انٹنڈنگ ایواکیوی قانون کے تحت کیا جاتا ہے۔ جو اشخاص کے بارے میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ انٹنڈنگ ایواکیوی ہیں تو ان پر شدید عاید کی جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے حالات کے تحت اپنی جائداد بیچنا چاہتے ہیں وہ کسٹوڈین (Custodian) کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہیں۔

شری رنگ راؤ دشیمکم - کیا مسلمانوں کی جائداد یا جو لوگ پاکستان گئے ہیں ان کی جائداد حکومت اپنے قبضہ میں لیتی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جو کچھ بھی عمل ہوتا ہے وہ ایواکوی پراپرٹی ایکٹ (Evacuee Property Act) کے تحت ہوتا ہے -

شری ایم۔ بچیا - کن لوگوں کو انٹرننگ ایواکوی قرار دیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جو لوگ کہ انٹرننگ ایواکوی ہوں -

شری ایم۔ بچیا - کتنے دن کے بعد انٹرننگ ایواکوی قرار دیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی مستقل طور پر پاکستان جانے والا ہے تو اُس کو انٹرننگ ایواکوی سمجھا جاتا ہے اور اُس قانون کے تحت عمل کیا جاتا ہے -

شری مہدی شاہ جہاں بیگم - لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو پاکستان گئے اور وہاں سے واپس آگئے لیکن اُن کی پراپرٹی (Property) واپس نہیں کی گئی -

شری دگمبر راؤ بندو - اگر ایسے خاص مقدمات کا جوالہ دیا جائے تو تحقیقات ہو سکیگی -

شری مہدی شاہ جہاں بیگم - عموماً تحقیقات کئے بغیر محض کسی شخص کے ایک لیٹر لکھنے پر کہ فلاں آدمی پاکستان جانا چاہتا ہے اُسکی جائداد کو ایواکوی پراپرٹی قرار دیا جاتا ہے -

شری دگمبر راؤ بندو - یہ صحیح نہیں ہے کہ تحقیقات کئے بغیر ایسا کیا جاتا ہے -

Mr. Speaker : This is a hypothetical question. It is not intended for eliciting information.

شری جی۔ ہمنٹ راؤ - انٹرننگ ایواکوی کون قرار دیتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - وہ قانون آپ پڑھ لیں - اُس میں سب صراحت موجود ہے -

شری جی۔ ہمنٹ راؤ - کیا پولیس کی رپورٹ کی بنا پر کسی کو انٹرننگ ایواکوی قرار دیا جاتا ہے یا محض کسی آدمی کے ایک لیٹر لکھ دینے سے قرار دیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - اُس قانون میں یہ تمام صراحت موجود ہے کہ کس کو انٹرننگ ایواکوی قرار دیا جانا چاہئے - اسی کا اعلان کس طرح کرنا چاہئے - اُس کی پراپرٹی کے بارے میں کیا عمل کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ -

Unstarred Questions and Answers

YERN

25 (36) *Shri Ch. Venkatram Rao :* Will the hon. Minister for Social Service be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Harijans are being forced to do Yerru in Husnabad area of Karimnagar taluqa, Nalgunda and

Yesantapuram villages of Jangaon taluq by the above village Patel Patwaries ?

(b) If so, what action the Government have taken in the matter ?

The Minister for Social Service (*Shri Shanker Dev*) : (a) No instance of forcing Harijans to do Yetti in Husnabad area of Karimnagar taluq was brought to the notice of any Revenue Officer. Similarly in Nellutla and Yesantapuram villages of Jangaon taluq, Harijans are not being forced by Patels and Patwaris to do Yetti.

(b) Does not aries.

EVENING COLLEGES

*40 (46) *Shrimati S. Laxmi Bai* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether the evening colleges are self supporting ?

(b) Whether here is any proposal to state Post Graduate classes in the evening colleges?

(c) If so, when are they going to be started ?

Shri B. Ramakrishna Rao : A statement of income and expenditure for the last 3 years is as under, in respect of the two Evening Colleges, one at Hyderabad and the other at Secunderabad :

EVENING COLLEGE, HYDERABAD.

	Income	Budget Provision of Expenditure.
	Rs.	Rs.
October, 1949 ..	24,346 :	20,447 :
March, 1950 ..	70,361 :	1,07,992 :
1950 - 1951 ..	66,361 :	98,116 :
1951 - 1952 ..		

Evening College, Secunderabad.

October 1949 ..	7,290 :	8,676 :
March, 1950 ..	30,021 :	48,090 :
1950 - 1951 ..	11,121 :	42,536 :
1951 - 1952 ..		

Motion regarding extension of 10th March, 1953. 139
time for the presentation of Report
by the Committee on Unemployment

It will be seen therefrom that except in the year 1949-50 in respect of the Evening College, Hyderabad these colleges have not been self supporting

(b) The Answer is in the negative.

(c) The question does not arise.

*41 (47) *Shrimati S. Laxmi Bai* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

Whether there is any proposal to admit Government servants to the Evening College who have passed their matriculation Examination by compartment system ?

Shri B. Ramakrishna Rao : The answer is in the negative.

Motion Regarding Extension of time for the Presentation of Report by the Committee on Unemployment

Mr. Speaker : Let us proceed to the next item. *Shri B. Ramakrishna Rao*.

Shri. B. Ramakrishna Rao : Mr. Speaker, Sir I beg to move;

"That the time fixed for presentation of Report by the Committee on Unemployment upon the matters *viz.*,

(a) Unemployment and under-employment in the urban and rural areas of the State respectively ;

(b) ways and means of relieving the said unemployment and under-employment, and

(c) ways and means of arresting further growth of the said unemployment and under-employment in the State of Hyderabad,

shall stand extended up to 18th, July, 1953."

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - جو موشن ہاؤس کے سامنے آیا ہے اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس کے آگے یہ الفاظ اسٹینڈنٹ کے طور پر پڑھائے جائیں ... مسٹر اسپیکر - میں نے ابھی موشن (Motion) مود (move) نہیں کیا ہے ۔

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the time fixed for presentation of Report by the Committee on Unemployment upon the matters *viz.*,

(a) Unemployment and under-employment in the urban and rural areas of the State respectively,

(b) ways and means of relieving the said unemployment and under-employment, and

(c) ways and means of arresting further growth of the said unemployment and under-employment in the State of Hyderabad,

shall stand extended up to 18th July, 1953."

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - میرا امینٹمنٹ یہ تھا کہ اوس زمانے کے جو آنریبل لیبر منسٹر تھے ان کے زیر صدارت کمیٹی کام کر رہی تھی - مجھے نہیں معلوم کہ منسٹری سے استعفیٰ دینے کے بعد کانسی ٹیوشنل پوزیشن کیا رہتی ہے

Mr. Speaker : In this connection, I shall read out Rule No. 186 of the Hyderabad Legislative Assembly Rules.

'The Minister in charge of the Department concerned shall, unless he waives his right to be Chairman, be the Chairman of every Committee appointed by the Assembly.

شری بی۔ رام کشن راؤ - اسی وجہ سے میں نے اس جزو کے بارے میں موشن میں کچھ نہیں کہا - صرف تاریخ بڑھانے کی حد تک موشن لایا گیا ہے - اس جزو کے بارے میں کہ موجودہ کانسی ٹیوشنل پوزیشن (Constitutional Position) کے بعد کون اس کے صدر رہینگے میں کل دوسرا موشن پیش کرنا چاہتا تھا -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - جو موشن ہاؤس کے سامنے پیش ہوا ہے میں اوسکو سپورٹ (Support) کرتا ہوں لیکن اس خیال کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ آنریبل ممبر فرام سکندر آباد نے بہ حیثیت صدر جو کام کیا ہے اوسکو پیش نظر رکھنا چاہئے تاکہ ان کی پوری امداد ہمیں مل سکے - اگر ممکن ہو سکے تو ان ہی کو چیرمن (Chairman) کی حیثیت سے باقی رکھا جائے -

شری بی۔ رام کشن راؤ - میں خود بھی کل اس سلسلہ میں ایک انڈیپنڈنٹ موشن (Independent motion) پیش کرنا چاہتا تھا - رہا آنریبل ممبر فاو سکندر آباد کے کوآپریشن کا سوال تو اوس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا - اگر وہ چیرمن نہ بھی ہو سکیں تو ایک زائد ممبر کی حیثیت سے ان کو کمیٹی میں شریک رکھا جاسکتا ہے - یہ ایک بالکل صاف بات ہے - اس میں کوئی متبہد (objection) نہیں ہے -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب وہ منسٹر تھے تو انہی کا رویہ یہ تھا کہ کمیٹی کے سلسلہ میں اتنا وقت نہیں دے سکتے تھے جتنا کہ دینا چاہئے تھا - چنانچہ پچھلے سال صرف دو سٹیکنگس (Sittings) ہی

ہوسکے۔ ہم کو یہ ماہ کی مدت دیکھنی سہی لیکن کام جو کیا گیا وہ بہ نا۔ ا۔ ک کا تھا۔ اس لئے۔ مہر ایہ کہنا کہ نہیں پرانا تجربہ حاصل ہے اور اب وہ منسٹر بھی باقی نہیں رہے اس لئے وہ کافی وقت دے سکتے۔ انہی ہی اس کا چیرمین باقی رکھا جائے تو مناسب ہوگا۔ میں اس سوشل کے رپورٹ میں ہوں لیکن اگر حکومت اس کا بھی خیال رکھے تو مناسب ہے۔

Mr. Speaker : The question is :

“That the time fixed for presentation of Report by the Committee on Unemployment upon the matters, *viz.*,

(a) Unemployment and under-employment in the urban and rural areas of the State respectively,

(b) Ways and means of relieving the said unemployment and under-employment, and

(c) Ways and means of arresting further growth of the said unemployment and under-employment in the State of Hyderabad,

shall stand extended up to 18th July, 1953.”

THE MOTION WAS ADOPTED

We shall now take up the general discussion on the Budget.

General Discussion on the Budget

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - بجٹ کی جو کاپیاں ہم کو ملتی تھیں اس میں کنٹینجینسیز (Contingencies) کی تفصیلات اور خرچ کا مواد بھی ہم کو ملتا تھا لیکن اس مرتبہ نہیں ملی ہیں۔ میں ادباً عرض کرونگا کہ آئریبل ممبرس کو اس کی تفصیل ملنی چاہئے۔ محکموں کی جو رپورٹ ہم کو ملتی ہے وہ بھی برائے نام دی گئی ہے اس میں تفصیلات نہیں ملتی ہیں۔ بجٹ کی کاپی دی جاتی ہے تو اس میں کنٹینجینسی کی تفصیلات بھی ہم کو دی جانی چاہئیں۔ میں یہ استدعا کرونگا کہ ہمیں تفصیلی رپورٹ ملنی چاہئے تاکہ ہم جو کروڑوں اور لاکھوں روپیوں کی منظوریوں دے رہے ہیں ان کو کس طرح خرچ کیا جاتا ہے ہمیں معلوم ہوسکے۔

Dr. G. S. Melkote : Sir, I would like to clarify the situation, and I shall do so tomorrow.

Mr. Speaker : Now, the discussion begins.

شری ایس۔ ایل۔ شاستری (بھودھن) - کل مجھے تقریر کیلئے صرف دو منٹ ملے ہیں اس کے بعد اجلاس برخاست ہو گیا اس لئے چلا موقعہ مجھے ملنا چاہئے۔

مسٹر اسپیکر.. کیا کل آب نے اپنی تقریر ختم نہیں کی تھی ؟

شری ایس۔ ایل۔ شاستری - میں نے ختم نہیں کی تھی ..

مسٹر اسپیکر - بھر تو آب شروع کیجئے -

(Mr. Deputy Speaker in the Chair).

শ্রী যদু. যত্ন. শাস্ত্রী—(বোম্বাই):

అధ్యక్ష సుహృదా,

నిన్నటి రోజున బడ్జెటు (Budget) మీద వివరించిన విధముగా, వంచవర్ష ప్రణాళికను గురించి ఒక ఆనరబుల్ మెంబరుగారు ఏమని చెప్పారంటే “వంచవర్ష ప్రణాళిక కేవలము కాగితం మీద యధాతథంగా ఉన్నదని, పని ఏమాత్రము చేయుట లేదని” అన్నారు. గాని వంచవర్ష ప్రణాళిక పని చేయవలెనంటే మనమందరముకూడా దాని విషయమై సహకరించి పని చేయవలసి యున్నది. దానికి కొంత టైము పడుతుంది. డబ్బు లేనిదే మనము ఏ పనియూ చేయజేము కాబట్టి మనమంతా ఓపిక పట్టి చూడవలసి యున్నది. దీనికి డబ్బు ఏ విధంగా సమకూర్చుకొన వలెనో మనమంతా కలిసి యోచించవలసి యుంటుంది. ఇదంతా ఒక్క రోజులో అయ్యే పనికాదు. “ఇవ్వాలి దేశమేమీ అభివృద్ధి కాలేదు. యధాతథంగానే ఉంది. ప్రభుత్వం ఏమీ చేయుట లేదు” అని విమర్శ చేశారు. గాని ఇంతకు ముందు ఏవిధంగా ఉన్నదో, ఇప్పుడు ఏవిధంగా ఉన్నదో సరిగా చూస్తే బోధ పడుతుంది. హరిజనుల అభివృద్ధికి ఒక కోటి డెబ్బై లక్షలు విడదీశారు. ఈ విధంగా చూచినట్లయితే వెనుకటికి ఇప్పటికీ ఉన్న ప్రభుత్వ విధానంతో తేడా బోధ పడుతుంది.

వంచవర్ష ప్రణాళిక ఏదైతే ఉన్నదో అది చాలాభాగం కాగితంమీదే ఉన్నదిగాని దానివల్ల జనసామాన్యం ఏవిధంగానూ లాభం పొందుట లేదని అంటున్నారని చెప్పారు. నిజానికి చూస్తే ఎందుకు లాభం పొందుట లేదు? ఇదీవరకటికన్న ఇప్పుడు దేశంలో ఎక్కువ వ్యవసాయాభివృద్ధి జరుగుచున్నది. విద్యా విధానంలో, అభివృద్ధి జరుగుచున్నది. ఇంతేగాకుండా ఇంకా ఎన్నో విధమైన సౌకర్యాలు ప్రజలకు కలుగజేయబడు తున్నాయి. ఇవన్నీ జరుగుచుండగా ఆ మెంబరు గారు “ఏమీ పని చేయుటలేదు” అన్న భావములో ఏముందో నాకు అర్థం కావడంలేదు. ఈ వంచవర్ష ప్రణాళిక ఒక మహత్తరమైనటువంటి కార్యక్రమం. దీని నిర్వహణకు కావలసిన సామగ్రిని మనమంతా సమకూర్చుకోవాలి. లేక విశ్వామిత్ర పుష్టిలాగా, స్వర్గానికి ప్రతిస్పష్టిగా శివుని పుష్టిలాగాని, పై నాన్ను మినిష్టరుగాని పుష్టి చేయగలిగితే కళ్ళ ఎదుట కనబడుతుంది గాని అది సాధ్యం కాదు. డెమోక్రసీ (Democracy) ఉన్న ఏ దేశంలో చూచినప్పటికీ, అ దేశాన్ని అభివృద్ధి చేయడానికి, వారి ప్రణాళికలు అమలు పరచడానికి ఎన్నో సంవత్సరాలు పట్టాయని వాటి చరిత్ర చూస్తే తెలుస్తుంది. ఈ రోజున మా మిత్రులు ప్రేమించేటువంటి రష్యాదేశంలో కూడా, ఆ దేశాన్ని అంత అభివృద్ధిలోకి తీసుకురావడానికి ఎన్నో సంవత్సరాలు పట్టింది. కాబట్టి మన వంచవర్ష ప్రణాళిక ఉట్టి కాగితంమీదనే ఉన్నదని, ఏమీ పని చేయుట లేదని ఏమి భావ చేయుట అసంధర్భంగా కనబడుతోంది. ఏమీ విమర్శ చేయకూడదని నా అభిప్రాయం కాదు.

విమర్శ చేసేటప్పుడు, ఆ విషయ విధంగా చేయాలి, అందరి సమాకారం విధంగా చూడాలి. మొదలయిన విషయాలన్నీ కూడా చెప్పాలి. అంతేగానీ ఇక్కడ కూర్చుని విప్ జాతిటింగ్ స్పీచ్‌స్ (Political Speeches) రాగా మాట్లాడటం తప్పు. ప్రజలకుండే కష్టాలేమిటో తెలుసుకొని, వారికి కావలసిన సౌకర్యాలు కలుగ జేయడానికి కావలసిన డబ్బు ఏ విధంగా సమకూర్చుకోవాలి కాకా మనమందరూ ఆలోచించ వలసిన విషయం. అదే లేకుండా ఈ బెంచీలలో కూర్చుని ఒకరినొకరు విమర్శ చేసుకుంటే ప్రయోజనం లేదు. పట్టెటూళ్ళలో ప్రతివారి వద్దకు పెట్టి వంచవర్ష ప్రణాళికకు ఏవిధమైనటువంటి సహకారం వారివల్ల దొరక గలదో తెలుసుకుంటే మనకు బోధ పడుతుంది. ఇక్కడ కూర్చుని విమర్శలు చేసినందువల్ల దేశాన్ని వృద్ధిలోకి తీసుకో పోలేము. ఇక్కడ విమర్శలు చేసినంత మాత్రాన ప్రజలకు పేలు కలుగదు. ఏదో గొప్ప రివల్యూషన్ చేసి ప్రజలను ముందుకు తీసుకవస్తారని మనలను ప్రజలు ఎన్నుకొని ఇక్కడికి వంపారు. ఆవిషయం మరీచిపోయి మనం విమర్శలు మాత్రం చేసుకుంటూ కూర్చుంటే ఏమీ ప్రయోజనం లేకపోగా ఫలితం సూన్యంగా ఉంటుంది.

ఈ రోజున కమ్యూనిటీ ప్రాజెక్టులున్నచోట ఏ విధంగా పనులు జరుగుతున్నాయో, మూ పిత్తులు చూచినట్లయితే బోధ పడగలదు. ఆ గ్రామాలను వృద్ధిలోనికి తీసుకు వస్తున్నారు. అవి ఎంత సౌభాగ్యవంతంగా ఉంటున్నాయో వాటిని చూస్తే బోధ పడుతుంది.

ఈ వంచవర్ష ప్రణాళికమీద ఇండియా గవర్నమెంటువారు హైదరాబాద్ గవర్నమెంటువారు కూడా ఎక్కువ దృష్టిని కేంద్రీకరించి యీ వంచవర్ష ప్రణాళిక ఎక్కువ సఫలమయ్యేందుకు ప్రయత్నం చేస్తున్నారు. ఒక గవర్నమెంటు వారి వల్లే కాదు—మనంకూడా వారితో ఎక్కువగా సహక రిస్తేనే యీ ప్రణాళికగానీ మరే ప్రణాళిక గానీ ముందుకు వస్తాయి. అంతేగానీ మనం ఇక్కడ కూర్చుని విమర్శలు చేస్తే యీ ప్రణాళికలు తయారు కావు. మనముందు మంచి మంచి స్కీమ్స్ (Schemes) ఉన్నాయి. ఐదు సంవత్సరముల లోపల మన దేశం ఎంత అభివృద్ధి లోనికి ఎంత ఉన్నతలోనికి వచ్చి ఎంత సౌభాగ్యంగా ఉంటుందో మనం అందరం కలిసి పనిచేసిన తరువాత చూస్తే తెలుస్తుంది. అదే లేకుండా, యీ రోజున ఏమీ కాలేదంటే ప్రయోజనం లేదు. అదే మనముండా కలిసి పని చేస్తేనే సఫల మౌతుంది. లేకుంటే అల్లాగే ఉంటుంది.

ఈ సంవత్సరం బడ్జెటులో చౌరొ కొత్తపన్నులు పెయ్యకుండానే, సరసంగానే ఫైనాన్స్ మినిస్టర్ (Finance Minister) గారు బడ్జెటును ప్రవేశ పెట్టారు. ఒకటి రెండు విషయాలు మాత్రము ఫైనాన్స్ మినిస్టరుగారికి జ్ఞాపకం చేయదలచుకొన్నాను. షుగర్ కేను (Sugarcane) మీద టన్నుకు రెండు రూపాయలు చొప్పున అంచనా పేసి ఎనిమిదిలక్షల ఆదాయం వస్తుందని బడ్జెటులో ఒక ఆయిటం (Item) చూపించారు. ఇప్పటికే షుగర్ కేన్ కల్చివేషన్ (Sugarcane Cultivation) క్రింద రైతుకు చౌరొ నష్టం కలుగుతోంది. వ్యవసాయ దారుడుకీ భూమి దున్నండి లగాయతు ఫ్యాక్టరీకి చెల్లుకును లోడేవరకు ఒక ఎకరానికి టొన్నిడ్డి వందల రూపాయలు దాకా ఖర్చు అవుతోంది. దీనిలో వంట ౨౫ టన్నుల నుంచి ౩౦ టన్నుల వరకు వస్తుంది. దానిని ఫ్యాక్టరీకి తోలితే రూపాయి ఐదణాలు చొప్పున ౨౫౦ రూపాయల వరకు దగ్గర దగ్గరగా వస్తుంది. అనగా ౨౫, ౩౦ రూపాయల దాకా నష్టము వస్తుంది. ఇదే గాక గత సంవత్సరం రూపాయి పద్దెనిగ్గణలనుంచి రూపాయి ఐదణాలు చేయడంవల్ల రైతు దెబ్బ తిన్నాడు.

ఇక్కడ ఎకరానికి ౪౦ రూపాయల వరకు ఎస్ఎస్ఎంటు (Assessment) ఉంది. ఇది గాక టన్నుకు ౨ రూపాయల చొప్పున ౩౦ టన్నులకు ౬౦ రూపాయలున్నా పైన చెప్పిన ౪౦ రూపాయలున్నా కలిపితే ౧౦౦ రూపాయలు ఒక ఎకరంమీద రైతుకు పడుతోంది. ఇప్పటికే షుగర్ కేన్ కల్టివేషన్ వల్ల ఎకరానికి నూరు రూపాయలవరకు నష్టపడుతున్న రైతును ఏవిధంగా వృద్ధిలోనికి తీసుక రాగలమో ఆలోచించండి. మైసూరులో సర్చార్జ్ (Surcharge) కూడా ఉన్నదని విన్నాను. గొని మైసూర్ లోని భూములెటువంటివో, పెదరాబాదులోని భూములెటువంటివో చూడాలి ఉంది. మైసూర్ లో కాస్టు ఆఫ్ కల్టివేషన్ రు. ౧ కి. రు. ౧-౪-౦ ఉంటే నిజామాబాదులో రు. ౧-౧౦-౦ వరకూ అవుతోంది. ఇది గాక ఫ్యాక్టరీ (Factory) చేర్చేయడానికి రోడ్ ట్రాన్స్పోర్టేషన్ (Road Transportation) కి రు. ౧ కి ౨ అటాలు మినహాయిస్తుంటే రైతుకు రు. ౧-౩-౦ వస్తుంది. ఈ విధంగా ఉంటే షుగర్ కేన్ కల్టివేషన్ (Sugarcane Cultivation) చేసే రైతు అభివృద్ధి లోనికి రాక పోగో దెబ్బ తింటున్నాడు. పెదరాబాదులో గొప్ప ఇండస్ట్రీ (Industry) అనుకొన్న షుగర్ ఇండస్ట్రీ (Sugar Industry) కి బాగా దెబ్బ తగులుతుంది.

శ్రీ జి. యస్. మేల్కొటే:—అనరబుత్ మెంబరుగారు తప్ప అభిప్రాయంలో ఉన్నారు. ఇది ఫ్యాక్టరీమీద తగులుతుంది. రైతుమీద తగలదు ఇది (Explanatory Memorandum) నాలుగవ పేజీలో సాఫ్ట్ గా వ్రాసి ఉన్నారు.

శ్రీ యస్. యల్. శాస్త్రి:—అయితే చాలా సంతోషం. ఇది ఫ్యాక్టరీనుంచి తీసుకొంటే నాకేమీ అడ్డంకంలేదు. యీ ఏర్పాటు చేసినందుకు మంత్రిగారిని అభినందిస్తున్నాను.

ఇంకొక విషయం చెబుతాను. దోనికికూడా సక్రమమైన జవాబు దొరుకుతుందని ఆశిస్తున్నాను. గ్రామాల్లో పంచాయితీలు పెట్టబడి గత సంవత్సరం చాలా చోట్ల ఎలక్షన్ (Elections) జరుప బడ్డాయి. కాని అవి యధాతథంగా ఉండి సరిగా పని చేయలేదు. సేను చాలా చోట్ల విచారించగా పంచాయితీలకు గ్రాంటు తేవందున పని జరుగుట లేదని చెప్పారు. వీటికి ప్రభుత్వంవారు ఐదు లక్షలు కేటాయించారు. మనం ప్రతి గ్రామంలోనూ పంచాయితీ ఏర్పాటు చేసి వాటిని అభివృద్ధిలోకి తీసుకొని వచ్చి అక్కడ ఏ విధమైన లిటిగేషన్ (Litigation) లేకుండా పంచాయితీ ద్వారా గ్రామాలను అభివృద్ధిలోనికి తీసుకరావాలనుకుంటున్నాము. కాబట్టి పంచాయితీలకు తగిన ప్రోత్సాహమిచ్చి వాటిచేత సక్రమంగా పని చేయించి వృద్ధిలోనికి తీసుకురావాలని మనవి చేస్తున్నాను. ఈ సంవత్సరం బడ్జెటు చూస్తే గత సంవత్సరంలోవల్ల ఐదు లక్షలే ఉన్నాయి గొని ఎక్కువ చేసినట్లు కనబడుట లేదు. కాబట్టి దయచేసి ఏ విధముగా నైనా బడ్జెటులో ఈ మొత్తంను ఎక్కువ చేసి పంచాయితీలను సక్రమంగా పని చేయించాలని పంచాయితీ విషయంలో ఇది నా ప్రపోజల్ (Proposal) అని మనవి చేస్తున్నాను.

ఈ రోజున బడ్జెటుమీద విమర్శలు జరుగుచున్నాయంటే ఇట్టి విమర్శలు చేయుట ఒక ఆచారమునుకొంటున్నాను. అపోజిషన్ బెంచెస్ (Opposition Benches) వారు ట్రెజరీ బెంచెస్ (Treasury Benches) వారిని విమర్శ చేయుట ఒక ఆచారమైపోయింది. గొని ఈ సంవత్సరం బడ్జెటు గురించి మా మీట్రలు అయి ఎక్కువగా విమర్శలు చేసినట్లుగా కూడా కనబడుతుంది.

లేదు. విమర్శ అంటే నాకూ ఇష్టమే. గానీ యీ విమర్శల్లో సరియైన విమర్శ దొరకలేదు. గానీ నేను వారికి చెప్పేదేమంటే, ఎక్కువగా విమర్శలు చేసేటప్పుడు ప్రభుత్వమునకు చేయవలసిన ప్రాజెక్ట్స్ (Proposals) కూడా యివ్వవలసి యుంటుంది. ఈ విధంగా మన మందఱును కలిసి పని చేసుకొన గలిగితే ఎక్కువ సంతోషమైన విషయం. అంతేకాని ఒక్కరోజులో దేశం అంతా ఉన్నట్టి పొందాలంటే సాధ్యం కాదు. ఈ రోజున ఎన్నో పోలిటికల్ పార్టీస్ (Political Parties) ఉన్నాయి. ఇక్కడ ఈ పోలిటికల్ పార్టీస్ పోరాటాలతో సంబంధం పెట్టుకొంటే ప్రజలకు సౌకర్యాలు కలుగ జేయలేము. పోలిటికల్ పార్టీస్ (Political Parties) తో సంబంధం పెట్టుకొని ఎలక్షన్స్లో గెలిచి ఇక్కడకు రావచ్చును. గానీ మన మంతా ఇక్కడ కూర్చున్నప్పుడు గ్రామాలలో ఉన్న అన్ని కుటుంబాల వారికి ఆనగా దేశం మొత్తంమీద ఆందోళి నాకర్హములు ఏవిధముగా చేయాలనేది మనమిక్కడ ఆలోచించాలి పోలిటికల్ పార్టీస్ (Political Parties), దృష్టిని ఇక్కడ విస్తరించి మనమంతా కలసి పని చేయాలి.

మన గవర్నమెంటుకూడా తాండ్ రిఫారమ్సు బిల్లు (Land Reforms Bill) రాయారు చేసింది. లద్ ఇప్పుడు ప్రవేశ పెట్టబడింది కూడాను. ఈనాడు బిల్లుకూడా వచ్చింది. ఇటువంటి పురోభివృద్ధి బిల్లులు వస్తున్నాయి. వీటన్నింటిలో మీరుకూడా సహకరించి మనమంతా కూర్చుని యీ బిల్లులు అంతా సక్రమంగా ఎట్లు పని చేస్తాయో ఆలోచిస్తే మన దేశమంతా ప్రజలకు ఎంతో మేలుచేసిన వారమవుతాము. ఏమీ చేయలేదనడము కంటే ఏమీ చేయాలో సలహాలివ్వాలని కోరుతున్నాను.

ఈ ముల్క్ నాన్ ముల్క్ ఉద్యమంలో చిఫ్ మినిస్టర్ గారు సహకరించలేదని ఆ విషయాన్ని చాలిటికత్ (Political) గా రీతుకొని మాట్లాడారు. అక్కడ ప్రజలను రేచు గొడుతూ, ఇక్కడ మంత్రుల సహకారము లేదని చెబుతున్నారు. అక్కడ ప్రజలకు చెప్పి రేచు గొట్టేదాకటి; ఇక్కడకు వచ్చి చెప్పేది ఒకటి జరుగుతున్నది. అసలు విషయము వాళ్ళ అంతరాల కే తెలుసు. కొబ్బిటి పీటివల్ల ఏమీ ప్రయోజనము లేదు. మనమందరము ఎంతో ఒపికతో, ఎక్కువ శ్రద్ధతో ప్రతివాళ్ళు యీ దేశము మనదే ననుకొని మనమే అంతకు బాధ్యుల మనకొని పనిచేస్తే యీ దేశం ఎక్కువ వృద్ధిలోనికి రాగలదని ఆశిస్తూ ఇంతటితో విరమిస్తున్నాను.

شری کے وینکٹ رام راؤ (جنا کوٹھور)۔ ہمارے سامنے اس سال کا حو موازنہ پیش کیا گیا ہے اسکو دیکھنے سے ایسا معلوم ہونا ہے کہ اسکو بنانے والے آئرسل ممبر نے اپنے پیش نظر دولت کی منصفانہ تقسیم کو نہیں رکھا ہے ۔ اس بجٹ پر میرا سب سے پہلے یہ اعتراض ہے کہ اس بجٹ کی فنانسپل دالیسیز (Financial Policies)

کے نتیجے کے طور پر اس زندہ اسر ہو جاتا ہے اور غریب زیادہ غریب - میں نہ واضح کہنے کی کوشش کروں گا کہ اس بچے سے عوام برکس طرح بار 5 لا جا رہا ہے۔ فنانس میں اس بچے کے لیے ایک ایسی جگہ ہے کہ حیدرآباد کا فنانسل پوزیشن ساؤنڈ (Sound) میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے ساتھی مسیروں نے تمام پہلوؤں پر

فیکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) کے ساتھ تفصیلی روپنی ڈالی ہے۔ فینانس منسٹر نے اپنے اس خیال کے ساتھ بجٹ میں (۳۲) لاکھ روپے کا خسارہ بنایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خسارہ صرف (۳۲) لاکھ ہی نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ ان مددات کو جو سنٹر سے فرض یا گرانٹس کی صورت میں ملے ہیں اگر ملا لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دراصل خسارہ کی مقدار کیا ہے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرونگا کہ سنٹر سے اس سال (۳۳) لاکھ روپے گرانٹ ملی ہے۔ (۲۰) لاکھ روپے تعلیم کے لئے ملے ہیں۔ ۳۰ لاکھ کے منجمہ کچھ قرض اور کچھ گرانٹ کی صورت میں تالابوں اور کنٹھوں وغیرہ کی تعمیر کے لئے ملے ہیں۔ ۳۷ لاکھ روپے لیبر ہاؤزنگ کے لئے ملے ہیں۔ ۲۰ لاکھ روپے سنٹرل روڈ فنڈ میں ملے ہیں۔ اس طرح لگ بھگ ۴۴ لاکھ روپے ہونے ہیں اگر ان میں ۳۲ لاکھ روپے جو خسارہ میں بتائے گئے ہیں ملا لئے جائیں تو بجٹ کا حینی خسارہ جمہلہ تقریباً (۴۵) لاکھ ہوتا ہے۔ لیکن بجٹ میں خسارہ کو اس طرح نہیں بتایا گیا ہے۔ بلکہ کچھ مددات یہاں اور کچھ مددات وہاں رکھ دئے گئے ہیں۔ میں آنریبل فینانس منسٹر کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں۔

ارکے بعد میں ان کمرشیل کنسرنس (Commercial concerns) کے بارے میں کچھ کہوں گا جو حکومت کی جانب سے چلائے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کئی کنسرنس گھائے سے چل رہے ہیں۔ جس کا اثر موازنہ پر پڑتا ہے۔ اضلاع میں ۱۲ مقامات پر الیکٹریسیٹی اسکیمس چلائی جا رہی ہیں ان میں سے ۷ اسکیمس گھائے سے چل رہی ہیں۔ اورنگ آباد کی الیکٹریسیٹی اسکیم میں (۲۹۵۸۶) روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ نظام آباد میں (۵۶۳۲۰) روپے کا نقصان ہوا ہے۔ رائچورے تو نقصان میں ریکارڈ بریک (Record break) کر دیا ہے اس کا نقصان (۱۱۷۹۴۰) روپے ہے۔ گلبرگہ الیکٹریسیٹی اسکیم میں (۲۰۶۴۳) روپے کا نقصان ہے۔ یادگیر میں (۲۲۱۳۷) روپے نقصان ہوا ہے۔ یلندو اسکیم میں گھائے کی مقدار (۸۱۱۲) روپے ہے۔ کھم میں (۲۰۶۸۰) روپے نقصان ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نقصان ان کمرشیل کنسرنس کی افیشنسٹی (Efficiency) ٹھیک نہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر ان کنسرنس کو بہتر طور پر چلایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ فائدہ نہ ہو۔

اسی طرح کمرشیل کارپوریشن (Commercial Corporation) کے لئے گورنمنٹ نے اپنے رزرو فنڈ (Reserve Fund) سے (۸۴۹۰۰۰۰۰) روپیہ قرض دیا تھا۔ لیکن اب کمرشیل کارپوریشن تو ختم ہوچکا ہے اور گورنمنٹ کے ایک محکمہ سیول سپلائیز (Civil supplies) کے تحت ضم ہوچکا ہے۔ ایسی صورت میں حکومت کو غور کرنا چاہئے کہ وہ اپنے قرض کی وصولی کے لئے کیا کارروائی اختیار کرے۔ کمرشیل کارپوریشن کو مختلف تعلقہ اگریکلچرل کوآپریٹو اسوسی ایشنس (Agricultural Co-operative Associations) سے رقومات وصول شدنی ہیں۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے اپنے ذیوالیہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ ظاہر

ہے کہ حکومت نے جو بھی قرض دیا تھا وہ سود کی آس پر دیا تھا۔ لیکن حالت یہ ہو گئی کہ سود بھی نہیں اور اصل بھی نہیں۔ کیا اسکے معنی یہ لئے جائیں کہ سود اور اصل دونوں ڈوب گئے۔؟ بہر حال حکومت کو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔

اسکے ساتھ ساتھ میں ایک اور چیز ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہنا ہوں۔ ہمارے اسٹیشنری اینڈ برٹنگ ڈپارٹمنٹ (Stationery and Printing Department) کی آمدنی (۲۹۲۰۰۰۰) بتلائی گئی ہے اور خرچ (۳۲۳۰۰۰۰) روئے ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر ایک معمولی چھاپہ خانہ بھی لگایا جائے تو وہ منافع سے چلتا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ حکومت کا پریس اسقدر گھائے سے کیوں چل رہا ہے۔

اسی طرح روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ میں سنہ ۱۹۵۱ - ۱۹۵۲ ع میں جو آمدنی ہوئی تھی اس سال اس آمدنی کا اندازہ کم لگایا گیا ہے۔ یہ بھی ایک کمیٹریشل کنسرن ہے۔ یہ تمام کمیٹریشل کنسرنس افیشیئنٹی (Efficiently) نہیں چلائے جارہے ہیں جس کی وجہ سے حکومت کو گھانا ہی گھانا ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ہے ہمارے مالیات کا پوزیشن۔ اگر میں اختصار کے ساتھ کہوں تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ ہمارے محفوظات کم ہوتے جا رہے ہیں۔ قرضوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور ان قرضوں کی وجہ سے حکومت پر سود کا بار بھی عائد ہونا جا رہا ہے۔ ان حالات میں کیا یہ کہنا واجبی ہے کہ حکومت کے فنانسز ساؤنڈ (Sound) ہیں؟ کیا یہ اطمینان بخش حالت کہی جاسکتی ہے؟ اگر حکومت کو ایک خاندان تصور کیا جائے تو ٹریژری بنچز (Treasury benches) منظم خاندان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس خاندان کی حالت اب یہ ہے کہ آمدنی کم ہے اور اخراجات زیادہ۔ تھوڑی بہت باپ دادا کی کٹائی ہوئی جو جائداد ہے وہ بھی بیچ کر کھالے رہے ہیں۔ قرض بر قرض لے رہے ہیں۔ سود بڑھتا جا رہا ہے۔ جو کچھ معاملات ہیں وہ نقصان سے چل رہے ہیں۔ اس طرح اگر مالی حالت ہو تو کیا یہ اطمینان بخش تصور کی جاسکتی ہے؟ اس کے نتیجے کے طور پر عوام پر بار بڑھتا جا رہا ہے۔

یہ چیز بھی خود حکومت کی مسئلہ ہے کہ حیدرآباد میں ٹیکزیشن اپنے انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اس سلسلہ میں فنانس کمیشن (Finance Commission) کی خدمت میں حیدرآباد کی جانب سے ایک میمورنڈم (Memorandum) بھی پیش کیا گیا تھا۔ اگر اسکے فیکٹس اینڈ فیکرس (Facts and figures) کو آپ ملاحظہ کریں تو یہ چیز واضح ہو جائیگی۔ اسکے صفحہ (۲۴) کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ خود حکومت نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ

“....There is, therefore, hardly any scope for further taxation in order to make good the anticipated deficit and any measures of any additional burden would naturally be resented and vehemently opposed....”

اس میں حیدرآباد میں فی کس پر کیا ٹا (Per Capital) جو ٹیکس کا بار عائد ہوا ہے اوس کا ذکر کیا گیا ۔ اگر اس کو ملاحظہ کریں تو معلوم ہوگا کہ دیگر اسٹیشن کے مقابلہ میں ہمارے پاس فی آدمی لگ بھگ (۱۵) روپیہ ٹیکس عائد کیا جاتا ہے ۔ صفحہ (۲۱) کو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ سنہ ۵۲-۵۳ ع کے پورے ریونیو ٹیکس کا پرم سنٹیج (۸۳.۷۷) تھا ۔ اس سلسلہ میں اگر ہم بمبئی کے پرم سنٹیج کو لیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں کے ریونیو ٹیکس کا پرم سنٹیج (۷۳.۸۹) ہے ۔ حکومت خود یہ تسلیم کرتی ہے کہ اب ہمارے پاس اضافہ ٹیکس کی گنجائش نہیں ہے ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ہمارے یہاں محصول مالگزاری کے تحت سنگین ٹیکزیشن عائد کیا گیا ہے ۔ میری ہارٹی کے لیڈر نے جیسا کہ واضح کیا ہماری مالگزاری کے ٹیکس کا سسٹم ایکویٹ ایبل (Equitable) نہیں ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے ہر شخص پر کسی نہ کسی طرح کا ٹیکس عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اگر ہم یہاں کے دھارے اور محصول مالگزاری کا مقابلہ دیگر مقامات مثلاً مدراس وغیرہ سے کریں تو معلوم ہوگا کہ وہاں کے مقابلہ میں یہاں سنگین دھارے قائم کئے گئے ہیں ۔ کانگریس حکومت جب سنہ ۱۹۳۷ ع میں برسر اقتدار آئی تو ریونیو ٹیکس (Revenue Tax) کے بار کو کم کرنے کا اعلان کیا ۔ لیکن اب اگر مدراس اور ہماری مالگزاری کا مقابلہ کریں تو صاف طور پر واضح ہو جائیگا کہ جو مالگزاری یہاں وصول کی جا رہی ہے اور جو سنگین دھارے یہاں قائم کئے گئے ہیں وہ ری کنسیدر (Reconsider) کرنے کے قابل ہیں ۔ اگر ہم فینانس منسٹر کی بحث اسپیکر (Budget Speech) کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ تلنگانہ کے کسانوں پر سنگین دھاروں کا جو بوجھ تھا اب وہ مزید ٹیکزیشن کی وجہ سے بڑھ رہا ہے ۔ اوس پر بوجھ پر بوجھ لادا جا رہا ہے ۔ اب وہ کونسا نیا حملہ ہے جو یہاں بیٹھ کر عوام پر کیا جا رہا ہے ؟ میں اوس کو ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں ۔ وہ ہیں پٹرول ٹیکس ۔ موٹر وھیکل ٹیکس ۔ شوگر کین ٹیکس اور پٹر منٹ لیوی ۔ پٹرول ٹیکس اور موٹر وھیکل ٹیکس کے سلسلہ میں ہمارے سامنے جب ایکٹس (Acts) آجائینگے تو میں تفصیلی طور پر بحث کروں گا ۔ جہاں تک شوگر کین ٹیکس کا تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے کسانوں پر بار عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس چیز کو آنریبل ممبر فرام بوڈن نے بھی واضح فرمایا ہے ۔ لیکن میں ایک چیز اور بھی واضح کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں ۔ شوگر کین کا جو جو ٹیکزیشن ہے وہ ڈائرکٹ ٹیکزیشن (Direct Taxation) نہیں ہے بلکہ ان ڈائرکٹ ٹیکزیشن (Indirect Taxation)

فیکٹری کے مالک پر تو ٹیکس کا بار عائد نہیں ہوگا کیونکہ جبہ کوئی کسان اپنا گنا بیچنے کے لئے جائیگا تو فیکٹری کا مالک اوس سے ٹیکس وصول کرلیگا ۔ جس طرح کہ سیل ٹیکس (Sale-tax) میں ہوتا ہے ۔ جس میں پورا بار صارفین پر پڑتا ہے ۔ اسی طرح کئے کے ٹیکس کا بار بھی کسانوں پر عائد ہوگا ۔ یہ ظاہر فرمایا جا رہا ہے کہ اس ٹیکس کا بار فیکٹری کے مالک پر پڑیگا ۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ یہ غلط

ہے۔ یہ ان ڈائرکٹ ٹیکس ہے جس کا بار نظام آباد اور دوسرے مخماف مقامات جہاں کہیں گنا اگیا جاتا ہے وہاں کے کسانوں پر پڑیگا۔ لیکن اس کے مضمرات کو اور اس میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں اون کو چھبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ گنا اگانے والوں پر اس ٹیکس کا بار بڑیگا۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اگر انکار کیا جائے تو یہ اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ دنیا کو فریب میں مبتلا رکھنے کے برابر ہوگا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حکومت ہند کی دیگر پالیسیز بھی ایسی ہی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک قانون کے ذریعہ سے گنے کی تیمت میں کمی کر دی گئی ہے۔ جب قیمت کم ہو گئی تو اس کا بار بھی کسانوں پر ہی پڑا۔ اس طریقہ سے کسانوں کو پہلے ہی سے جو بار ہے اوس میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس چیز کو میں آنریبل منسٹر فار فنانس کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں۔

بٹرمنٹ لیوی (Betterment levy) کا قانون سنہ ۱۹۴۷ء میں نظام کے زمانہ میں بنایا گیا۔ نظام کی حکومت کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ اس محصول کو عام لوگوں پر لادا جائے۔ لیکن کانگریس حکومت آنے کے بعد جب کہ ہم ویلفیئر اسٹیٹ (Welfare State) اور رام راج کا خواب دیکھ رہے ہیں بیٹرمنٹ لیوی ٹیکن عائد کیا جا رہا ہے۔ اس طرح بیٹرمنٹ لیوی کے نام پر مزید اضافہ عائد کیا جا رہا ہے۔ کسانوں کے جو پرابلمس (Problems) ہیں ان کے حل کرنے کے لئے تو آپ نے کچھ نہیں کیا بلکہ الٹا ان پر مزید بار عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

فینانشیل پالیسیز (Financial Policies) کے متعلق مختلف ماہرین معاشیات کے درمیان ڈسکشن (Discussion) ہو رہے ہیں کہ اس ڈیفیسٹ (Deficit) فینانشیل پالیسی کے کیا اثرات ہونے والے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں چند کوٹیشنس (Quotations) ہاؤس کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں۔ ڈیفیسٹ فینانشیل پالیسی کی وجہ سے عوام پر بلا واسطہ طور پر ان ڈائرکٹلی (Indirectly) حملہ کیا جا رہا ہے اور اون کو پریشانی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ اون پر ٹیکس کا بار عائد کر کے کانٹشلی (Consciously) یا ان کانٹشلی (Unconsciously) پسہ کھینچا جا رہا ہے۔ ڈیفیسٹ فینانشیل پالیسی کے سلسلہ میں میں منسٹر سی۔ بی وکیل کا ایک کوٹیشن ہاؤس کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں۔

“Deficit financing was a method by which the State drew its resources from the public by a process of squeezing which was neither understood nor realised by the majority of those who are squeezed,”

اس کے علاوہ ڈیفیسٹ فنانشیل نالیسی کے جو گروہیں مسٹر سی۔ ڈی دیشمکھ اور ن کوٹیشن بھی پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ اب تو یہ صاحب ڈیفیسٹ فنانشیل پالیسی کی وکالت کر رہے ہیں لیکن پچھلے دنوں ان کے جو خیالات رہے ہیں وہ میں پڑھ کر بتاؤنگا۔

“Deficit financing is a very untidy and disorderly way of taxing the people. It simply means that the poor are driven to the wall, the rich made richer and the poor poorer. There is no discrimination and you are left with no choice. Government tax the money in the way of higher prices.”

اس طرح ڈیفیسٹ فنانشیل نالیسی کی وجہ سے عوام ہر مزید بار عائد کیا جانے والا ہے۔ کرنسی کے متعلق.....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آپ کو کافی وقت دیا گیا۔ اب زیادہ ٹائم نہیں دیا جاسکتا۔

شری کے - وینکٹ رامارائو - کرنسی کی وجہ سے بہت سے پرائیویٹ پیداوار رہے ہیں جن کا اثر غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں پر پڑیگا۔ جو دیگر مسائل سامنے آ رہے ہیں ان کے متعلق تو خاموشی اختیار کی جا رہی ہے اور دوسرے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ڈیمانٹائزیشن (Demonetisation) کی وجہ سے تو حقیقی طور پر کئی مسائل سامنے آجائینگے۔ اس کے بارے میں عوام کا ہی کہنا نہیں بلکہ گورنر والا کمیٹی کی رپورٹ میں بھی یہ چیز آپ پائینگے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ عوام کی اس دلیل میں ویالیدیٹی (Validity) ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو غور کرنا پڑیگا۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ کرنسی کے متعلق پالیسی پر غور کرنا پڑیگا۔

ان حالات کے باوجود فنانس منسٹر نے فرمایا کہ معاشی حالات ترقی کی راہ پر ہیں۔ غذائی مسئلہ کے متعلق آپ نے اپنے بجٹ اسپیک کے آخری حصہ میں زور دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں میں ہمارے یہاں کے پروڈکشن (Production) کے کیا حالات ہیں اوس کے متعلق بعض فیکرس (Figures) (ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں تاکہ معاملہ صاف ہو جائے۔

سنہ ۴۲ - ۱۹۴۳ ع میں (۹۸) لاکھ ایکڑ اراضی پر جوار کی کاشت کی گئی۔ جس میں سے (۱۷) لاکھ ٹن پیداوار برآمد ہوئی۔ سنہ ۵۱ - ۵۲ ع میں (۷۵) لاکھ ایکڑ اراضی پر کاشت ہوئی اور صرف (۹) لاکھ ٹن پیداوار برآمد ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ہمارے پاس ریٹ آف پروڈکشن (Rate of Production) گرتا جا رہا ہے۔ یہی حال چاول کا بھی ہے۔ سنہ ۴۲ - ۴۳ ع میں (۱۱) لاکھ ایکڑ پر کاشت کی گئی جو پیداوار برآمد ہوئی وہ (۴) لاکھ (۹۹) ہزار ٹن تھی۔ سنہ ۵۱ - ۵۲ ع میں ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوا کہ (۱۵) لاکھ ایکڑ پر بڑھ گیا لیکن اوٹ ٹرن (Out-turn) (۴) لاکھ رہا۔ گویا سنہ ۴۲ ع میں جو اوٹ ٹرن تھا اوس سے کم رہا۔ ایکڑ پر تو بڑھتا

جا رہا ہے لیکن پیداوار میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ یہی حالت پلسس (Pulses) کی بھی ہے۔ کمرشیل کرایس (Commercial Crops) گراؤنڈ نٹ (Groundnut) کیاسٹرسید (Castor seed) اور کٹن (Cotton) کی بھی یہی حالت ہے۔ اگر ان کے فیکٹس اور فیکٹس کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ انکا پراڈکشن مسلسل گرتا جا رہا ہے۔ ہماری معاشی حالت کی بنیاد زراعت ہے لیکن پروڈکشن میں کمی کی وجہ سے زراعت میں اگر پیرن کرائس (Agrarian crises) ہو رہا ہے۔ اور اس کا اثر دوسرے معاشی شعبوں پر بھی پڑنا لازمی ہے۔ ان چیزوں کو مخفی رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ حالات سب کچھ ٹھیک ہیں۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔

شری اننت ریڈی - مسٹر اسپیکر - سر

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - قبل اسکے کہ آپ اسپیچ شروع کریں ٹائم کا بھی لحاظ کرلیں تو ٹھیک ہے۔ پندرہ منٹ ہر ممبر کو الاٹ کئے گئے ہیں۔ اس لئے اس کی پابندی کی جائے تو بہتر ہوگا۔

شری اننت ریڈی - (بالکٹھ) - مسٹر اسپیکر - سر - ہاؤس کے سامنے سنہ ۵۳-۵۴ء کے جو بجٹ پیش ہوا ہے میں اسکے متعلق اپنے ریمارکس (Remarks) ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ بجٹ ملک کے معاشی حالات کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس سے حکومت کی پالیسیوں کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ائندہ کیا کرنے والی ہے اوسکے منصوبے کیا ہیں۔ جب ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں تو وہی برائے خد وخال وہی فیچرس (Features) ہمارے سامنے آتے ہیں جو پہلے نہ کسی ملک کا اور بالخصوص کسی عوامی حکومت کا بجٹ بنانے وقت جو چیزیں اوسکے سامنے ہونی چاہئیں وہ میگزیم گڈ آف میگزیم نمبر (Maximum good of maximum number) لیکن ہم اس عوامی اصول کو اس بجٹ میں نہیں پاتے۔ یہ بجٹ سوائے اسکے کہ سنٹر کی طرف اپنا ہاتھ پھیلائے اور دوسری طرف اسٹیٹ میں رہنے والے چند مٹھی بھر لوگوں کے مفاد کو ملحوظ رکھے اپنے اندر کچھ بھی نہیں رکھتا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اسٹیٹ کا فینانشیل پوزیشن (Financial Position) مضبوط ہے اس وجہ سے ہم ہر ایکٹیوٹی (Activity) اور ہر ڈیولپمنٹ پلان (Development Plan) کیلئے سنٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جو ذرائع آمدنی اسٹیٹ کے تھے مثلاً انکم ٹیکس، ریلوے پوسٹل، ٹیلیگراف وغیرہ سنٹر کے حوالے ہو گئے ہیں اسلئے ہمیں سنٹر سے امداد طلب کرنے کا بجا طور پر حق حاصل ہے لیکن اس سے ہٹکر ہر چیز کے لئے سنٹر کے طلبکار ہوں تو ہم اپنے فینانشیل پوزیشن کو مضبوط نہیں بنا سکتے اسلئے بجٹ کے بنانے میں لوپ ہولس (Loop holes) ہیں۔ میں جب اس بجٹ پر نظر ڈالتا ہوں تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ بجٹ اور اس بجٹ میں کچھ فرق نہیں۔ سب سے بڑا نقص جو اس بجٹ میں ہے وہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Administration)

ہے جسکی وجہ سے اکسپنڈیچر اس قدر بڑھ گیا ہے۔ فالو مدات پر یا معاوضہ کی صورت میں جو رقومات دی جا رہی ہیں وہ حسب سابق برقرار ہیں۔ جیسا کہ کل ہی ایک آنریبل ممبر نے اس طرف متوجہ کیا کہ ہمارے یہاں (۴۰) فیصد اڈمنسٹریشن پر صرف کیا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہو گیا ہے۔ اڈمنسٹریشن کے کوئی نئے طریقے ہم نے اختیار نہیں کئے ہیں جب تک اڈمنسٹریشن کو چلانے کے نئے طریقے اڈاپٹ (Adopt) نہ کئے جائیں یہ ہیوی اکسپنڈیچر (Heavy expenditure) کم ہونا مشکل ہے اور بہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن ہمیں ورے میں ملا ہے۔ ہیوی اڈمنسٹریشن ہے اور ذمہ داری کہیں ٹکی ہوئی نہیں ہے۔ صرف یہیں نہیں بلکہ سنٹر میں بھی یہی دیکھا گیا کہ کوئی کام سیدھے طریقے سے انجام نہیں پاتا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ذمہ داری کی ٹھیک طور پر تقسیم نہیں ہوتی ہے۔ سکرٹریز کسی فائل کو منگوائیں تو مہینوں گزر جاتے ہیں وہ فائل نہیں آتی اور جب وہ فائل واپس کی جائے تو متعلقہ صیغہ میں پہنچنے تک دو مہینے ہو جاتے ہیں۔ ایک ایک سکرٹری کو دو دو ہزار روپیہ تنخواہ دی جاتی ہے اسکے علاوہ وہ بہتے اور سفر خرچ اور ہیوی الونس بھی ہاتے ہیں۔ ان حالات میں اس بجٹ سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ یہ بجٹ میگزیم گڈ آف دی میگزیم نمبر (Maximum good of the maximum number) کے اصول پر مرتب نہیں ہوا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ ایسے اڈمنسٹریشن کو رکھتے ہوئے ہمارے اسٹیٹ کی کوئی بھلائی ہونے والی نہیں ہے اگر اسٹیٹ کو بھلائی کی طرف لیجانا ہے تو اسکو ساؤنڈ بیسس (Sound Basis) پر لیجانا چاہئے۔ اور اس سے لئے بہتر ہوگا کہ اوس پرانی یاد کو تازہ کیا جائے جو مہاتما گاندھی نے بتائی تھی۔ یعنی چارستونی راج فور پلرس آف دی اسٹیٹ (Four pillars of the States) اس میں ایک تو ولیج یونٹ (Village unit) دوسرا ٹاؤن شپ (Township) تیسرا ڈسٹرکٹ یونٹ (District unit) اور اسٹیٹ یونٹ (State unit) ہونا چاہئے اس سلسلہ میں برما کی مثال میں آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حال ہی میں ہمارا ایک ڈیلیگیشن (Delegation) برما گیا تھا۔ وہاں بجا طور پر ہندوستان کے سیکھنے کی چند چیزیں پائی گئیں۔ برما کا پاپولیشن (Population) اور ایریا (Area) تقریباً حیدر آباد کے مساوی ہے۔ آپکو تعجب معلوم ہوگا کہ دو سال کے عرصہ میں برما کی حکومت نے ایسے بڑے بڑے کرامات کئے ہیں جنکو دیکھ کر رشک ہوتا ہے۔ یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے کہ علاوہ شہر رنگون کے (۴۶) ڈویژن حکومت برما کے ہاتھ میں سے نکل گئے تھے اور کرن باغیوں کے ہاتھوں میں تھے۔ کمرت برما نے دو سال کے قلیل عرصہ میں جس طبع اپنے اڈمنسٹریشن کو سنبھالا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ حیدر آباد میں تین سال سے ایک قانونی حکومت قائم ہے اسکا کارنامہ یہ ہے کہ صرف دو اضلاع میں جو شورش و انتشار تھا اسکو وہ دبا نہ سکی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہے اور وہ بھی کرپٹڈ (Corrupted) ہے۔ برما کی حکومت نے کیا کیا۔ پہلے تو اس نے یہ کیا کہ پٹیل پٹواری کے موروثی

سسٹم کو برخواست کر دیا۔ اوس نے نہایت عمدہ طریقہ رائج کیا۔ وایج یونٹ (Village unit) بنائے اور انتخابات کے ذریعہ ہیڈ من (Headman) مقرر کئے گئے۔ ہیڈ من کی رسپانسبلیٹی (Responsibility) ہے کہ وہ ریونیو کلکٹ (Collect) کر کے اور امن قائم رکھے۔ اور چھوٹے سے بہانے پر اس کو میجسٹریل پاورس (Magisterial Powers) بھی اوس ولیج یونٹ (Village unit) کی حد تک دئے جاتے ہیں۔ اس طرح ٹاؤن شپ* (Township) میں مختلف ولیجس (Villages) کے نمائندوں کو لیا جاتا ہے اور اسی طرح ڈسٹرکٹ اور اسٹیٹ میں ہوتا ہے۔ اس طرح ذمہ داری مرکوز رہتی ہے۔ ذمہ داری تقسیم نہیں ہوتی۔ ہر شخص اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہے۔ یہ یونٹس (Units) سہمی انڈیپنڈنٹ (Semi-Independent) ہو جاتے ہیں۔ اور اٹامس طریقہ پر پروگریسیو (Progressive) طریقے اختیار کرتے ہیں تب ہی اسٹیٹ ترقی کرتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم کو ایسی مثال کے قبول کرنے میں کونسا امر مانع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا کانسٹی ٹیوشن (Constitution) بھی ایسی مثال کو قبول کرنے سے نہیں روکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اگلا قدم اٹھائیں۔ انقلاب کا نعرہ تو ادھر کے پنجس سے بھی بلند ہوتا ہے اور ادھر کے پنجس سے بھی لیکن انقلاب کب ہو سکتا ہے جبکہ کوئی پروگریسیو (Progressive) قدم اٹھایا جائے۔ اسلئے میں کہوں گا کہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) کو ختم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جو آمدنی ہم بچاسکیں وہ مختلف ڈیولپمنٹ اسکیمس (Development Schemes) پر خرچ کر سکیں۔

دوسری چیز جسکی جانب توجہ کی ضرورت ہے وہ تنخواہوں کا سوال ہے اسکے بارے میں سوشلسٹ پارٹی کی جانب سے برابر کوشش کی جاتی رہی ہے اور ہماری طرف سے ایک رزولوشن بھی اسمبلی میں آنے والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تنخواہوں کی ایک حد مقرر کرنا چاہئے۔ یہ کیا مذاق ہے کہ جہاں ایک منسٹر بارہ سو روپیہ پاتا ہو وہاں سیکریٹری کو دو ہزار روپیہ دئے جائیں۔ یہ ایک مذاق معلوم ہوتا ہے۔ میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ چیز ہمیں ورئے میں ملی ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ کب آپ ایسا قدم اٹھائینگے جو پچھلے نقوش کو مٹائے۔ کب آپ بڑی تنخواہوں کو کم کر کے کم تنخواہ پانے والوں کو اضافہ کریں گے۔ برما میں جو طریقہ اختیار کیا گیا واقعی قابل تعریف ہے وہاں سینوسیپل سوپر کو (۹۶) روپیہ ملتے ہیں تو کلکٹر کو پانچ سو روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی یہاں کلکٹر (۱۵) سو روپیہ پاتے ہیں۔ ہمارا بجٹ تو صرف ایک طرف آمدنی اور ایک طرف خرچ بتا دیتا ہے۔ یہ بجٹ کی خوبی نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اسٹیٹ کو ساؤنڈ بیسس (Sound basis) پر چلانا ہے اور ایکٹیویٹیز (Activities) کو بڑھانا ہے تو تنخواہوں میں اس ڈسپارٹی (Disparity) کو جلد ختم کرنا چاہئے۔

انک اور چیز جو میں اس بجٹ کے تعلق سے کہنے والا ہوں وہ فائو ایر پلان (Five-Year Plan) اور کمیونٹی پراجیکٹس (Community Projects) ہیں۔ ان دونوں کے بارے میں بڑی خوش نما تصویر کھینچی جاتی ہے۔ بڑی آس دلائی جاتی ہے۔ بہت سی تمناؤں کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہمارا اسٹیٹ اور ہمارا ہندوستان اس فائو ایر پلان پر عمل کرنے کے بعد بہت ترقی یافتہ ملک ہو جائیگا۔ ہم اسکو مانتے ہیں کہ دنیا کے مہذب و ترقی یافتہ ممالک نے ایسے پلان بنائے ہیں۔ امریکہ نے نیو ڈیل (New deal) کے نام سے ایک پلان بنایا ہے۔ روس نے (۱۰) سالہ پلان بنایا ہے۔ برطانیہ نے پوسٹ وار پلاننگ کے تحت اس قسم کے پلان بنائے ہیں۔ ہر مہذب ملک اپنے ملک کی ترقی کیلئے پلان بناتا ہے اور وہ پلان انسپائریشن (Inspiration) اور اینوایرمنٹ (Environment) سے چل سکتے ہیں۔ یہاں پنڈت نہرو نے ایک فائو ایر پلان پیش کیا ہے۔ فائو ایر پلان جیسا کہ میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کامیاب اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ہمارے دیش میں اس قسم کی فضا پیدا کیجائے لوگوں میں کوآپریشن (Co-operation) کا جذبہ پیدا کیا جائے جب تک لوگوں میں یہ چیزیں پیدا نہ ہوں اوسوقت تک فائو ایر پلان سے کسی قسم کے فائدہ کی امید رکھنا عبث ہے۔ صحیح اسٹائٹسٹکس (Statistics) کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس آپ دیکھیں گے کہ ان امپلائمنٹ (Unemployment) کے تعلق سے میرا چیلنج ہے کہ حیدر آباد میں صحیح اسٹائٹسٹکس موجود نہیں ہیں۔ ٹریڈری بنچس کو میرا چیلنج ہے کہ ان امپلائمنٹس کی صحیح تعداد وہ بتائے۔ ہمارے پاس صحیح اسٹائٹسٹکس نہیں ہیں۔ میں کہوں گا کہ بغیر صحیح اسٹائٹسٹکس کے کوئی پلان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اس چیز کو فائو ایر پلان میں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ غذائی اجناس کی کمی ہے اور دوسری جانب یہ کہا جاتا ہے کہ ٹریڈروں کے ذریعہ سے ہم زراعت میں ترقی کر رہے ہیں۔ آخر کس بات کو صحیح مانا جائے۔ اگر کمی ہے تو کتنی کمی ہے کیا اسکے اعداد و شمار آپ کے پاس ہیں۔ کبھی تو کہا جاتا ہے کہ کمی ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ ہاری پیداوار بڑھ رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ صحیح اعداد و شمار آپ کے پاس نہیں ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم ڈراکٹرس اور نئے امپلائمنٹس کے ذریعہ زراعت میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور دوسری جانب یہ کہا جاتا ہے کہ ملک میں غذائی اجناس کی کمی ہے۔ فائو ایر پلان کی نسبت جیسا کہ میں نے اس سے قبل بھی کہا ہے عوام کے کوآپریشن کی ضرورت ہے اور یہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ ایسی فضا پیدا کریں۔ عوام یہ محسوس کریں کہ حکومت ہماری ہے اور ہمارے لئے ہی کر رہی ہے۔ آپ دنیا بھر میں جائیں اور معلوم کریں تو پتہ چلیگا کہ کسی دیہاتی کے دل میں یہ احساس نہیں۔ ایسی حالت میں آپ کیسے توقع کرتے ہیں کہ فائو ایر پلان کامیاب ہوگا اور ہم را ملک جنت بن جائیگا۔ مجھے کمیونٹی پراجیکٹ کی نسبت بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ جہاں تک میں اور میری پارٹی کا تعلق ہے ہم نے اس کا مذاق کیا۔ اس سلسلے میں امریکہ سے جو مدد مل رہی

ہے اسکی نسب بغیر کسی بولیٹیکل افیلیشن کے ہم نے اسکا سواگ کیا۔ لیکن دیکھئے کہ آج اسکی ورکنگ کی کیا حالت ہے۔ ۲۔ اکٹوبر کو منسٹر صاحبان نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کمیونٹی پراجیکٹس کے کام کا آغاز کیا۔ صرف اسی وقت وہاں کے لوگوں کا کنٹریس ڈنٹی کلکٹرس اور منسٹرس نے اپنے ہاتھوں میں بھاؤڑا بکڑا۔ اسکے بعد کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ اگر کسی گاؤں کے لوگ مٹی کھود کر سڑک بنانے کیلئے تیار ہوتے ہیں اور اسکے لئے رولر چلانے میں مدد لینا چاہتے ہیں تو بس اس مدد کیلئے کرسپانڈنس (Correspondence) ہی چلنی رہتی ہے۔ کمیونٹی پراجیکٹ آفیسر کلکٹر کو لکھتا ہے۔ کلکٹر ڈیولپمنٹ آفیسر کو لکھتا ہے۔ وہاں سے کارروائی پی۔ ڈبایو۔ ڈی جاتی ہے۔ وہاں سے منظوری ہونے پر فنانس ڈپارٹمنٹ کو لکھا جاتا ہے جب کہیں چیکر انتظام ہوتا ہے۔ میں کہہ سکتا کہ اس طرح کمیونٹی پراجیکٹ کی اسپرٹ پوری ہونے والی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور فاس غلطی یہ کی گئی ہے کہ ان ایریاز میں کمیونٹی پراجیکٹ شروع کیا گیا جہاں اس وقت اسکی ضرورت نہ تھی۔ مثلاً نظام ساگر کا علاقہ ہے۔ یہاں لوگوں کو پہلے ہی سے سہولتیں حاصل ہیں۔ اور جب انہیں سب سہولتیں ہیں تو وہ لوگ آپ کے ساتھ کیوں تعاون کرنے چلے ایسے ایریاز میں جہاں کے لوگ انتھیوز یا شک (Enthusiastic) ہوں کو آپریشن (Cooperation) کی توقع کی جاسکتی ہو وہاں یہ کام شروع کرنا چاہئے تھا۔ لیکن آپ تو چاہتے تھے کہ اسڈیت رزلٹس حاصل ہو جائیں۔ تاکہ اخبارات کے ذریعہ دنیا کے سامنے امریکی امداد کے نتیجوں کا نقشہ جلد سے جلد خوشی خوشی پیش کر دیا جائے۔ اسکے سوا اور کوئی بات نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کمیونٹی پراجیکٹس اگر اس طرح چلائیں تو کچھ ہونے والا نہیں حکومت کو اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ کوئی پروگرام

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ آپ اگر دو منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں تو مناسب ہے۔

شری اننت ریڈی مجھے زیادہ وقت چاہئے

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ کیا آپ منٹ میں ختم کر سکتے ہیں۔

شری اننت ریڈی۔ کم از کم دس منٹ دئے جائیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ایسی صورت میں اب ہم اڈجورن کرتے ہیں ۱۱۔۵ پر ہم پھر میننگے۔

The house adjourned for recess till five minutes past Eleven of the Clock.

The House re-assembled after recess at five minutes past Eleven of the Clock.

Business of the House General Discussion on the Budget

Shri Ananth Reddy : May I continue, Sir.

Mr. Deputy Speaker : Before we continue discussion, I would like to announce the order in which the demands for Grants should be taken up for consideration. The following is the order in which they will be taken up for consideration:

Minister-in-Charge	Demand Nos.	Date on which the Demands will be taken for discussion.
1. Chief Minister	... 2, 12, 14, 48, 50, 55, 60, 61, 63, 66, and 70.	12th March, 1953
2. Minister for Home	... 7, 17, 18, 62, and 16	13th March, 1953
3. Minister for Finance	... 1, 8, 15, 34, 37, 43, 51, 53, 64, 68, 73 and 80.	14th March, 1953
4. Minister for Rural Reconstruction and Education.	20, 21, 27, 28, 29, and 31	14th March, 1953
5. Minister for P.W.D., Medical & Public Health.	10, 11, 22, 23, 25, 45, 49, 50, 70, 71, 72, 73, and 76.	18th March, 1953
6. Minister for Excise, Forests and Customs	3, 4, 5, 6, and 9	19th March, 1953
7. Minister for Local Government.	24, 44, 46, 47, 56, 59, 71, 74, 77 and 25.	19th March, 1953
8. Minister for Commerce and Industries & Labour	19, 30, 32, 33, 38 and 52	20th March, 1953
9. Minister for Supply, Agriculture, Planning and Development.	13, 26, 36, 41, 42, 57, 65, 69 and 79.	21st March, 1953
10. Minister for Social Services	39, 40, 67 and 75	21st March, 1953.

چیف منسٹر اور ہوم منسٹر کے ڈیمانڈس پر کٹ موشنس کل ۱۰ بجے کے اندر پیش کئے جاسکتے ہیں ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - (ابا گڑھ) - ہاؤس کے سامنے جو پروگرام رکھا گیا ہے اس کے بارے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ بات جیت کے بعد یہ بات طے کی گئی ہے ۔ لیکن میں حکومت کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آئندہ کم از کم اپوزیشن اس چیز کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا ۔ ۳ کروڑ روپیے کا سوازنہ پیش ہوا ہے ۔ ہم اسے آنکھیں بند کر کے منظور کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں

ہم ہرڈ پارٹمنٹ در تفصل سے غور کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسکے لئے صرف ۱۰-۱۰ دن کا موقع دیا جاتا ہے۔ پچھلے سال بھی ۱۰ دن کا موقع دیا گیا تھا۔ پہلے انٹرمیڈیٹ (Interim Budget) پیش ہوا اور اسکے بعد بجٹ ہمارے سامنے لایا گیا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ لیکن اب بھی حکومت نے اپنے اندرونی کرائسس (Crisis) کی وجہ سے بجٹ ہمارے سامنے اتنی دیر سے پیش کیا ہے اور اتنی کم مدت ہمیں اس پر غور کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ اب دس دن دے گئے ہیں تین دن جنرل ڈسکشن (General Discussion) کے لئے اور ۷ دن ڈیمانڈس کے لئے۔ ہر منسٹر کے ۲۰-۲۵ ڈیمانڈس ہیں۔ ہر ایک کے لئے کم از کم دو دن تو غور کے لئے دئے جاتے چاہئیں۔ لیکن ایک ایک دن بھی نہیں ملتا۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ حکومت بجٹ پر غور کرنے کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتی۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ عوامی نمائندوں سے اسکو منظور کروالیا جائیگا۔ میں حکومت کو وارننگ (Warning) دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت تو ہم نے ایڈجسٹمنٹ (Adjustment) کر لیا ہے لیکن آئندہ اگر ایسا ہی عمل رہے تو ہم ہرگز آپ کے ساتھ کوآپریشن (Co-operation) نہیں کریں گے۔ واک اوٹ (Walk out) کریں گے۔ اور ڈسکشن میں حصہ نہیں لیں گے۔ میں کھلے طور پر حکومت کو یہ وارننگ دیتا ہوں۔ آنریبل فنانس منسٹر اور آنریبل چیف منسٹر اسکو دھیان میں رکھیں۔

شری اننت ریڈی (بالکنڈہ)۔ مسٹراسپیکر سر۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فائیو بار پلان اور کمیونٹی پراجیکٹس کے سلسلے میں حکومت کی جو غیر واضح رجحان (Rigid) اور شارٹ سائیڈ (Shortsighted) پالیسی ہے وہ ملک کو آگے لیجانے والی نہیں ہے۔ اور ایڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی ہے۔

اب مجھے حکومت کی انڈسٹریل پالیسی کی نسبت ہاؤس کے سامنے کچھ باتیں رکھنی ہیں۔ ہاؤس اس سے واقف ہے کہ ہماری ریاست کے انڈسٹریز روز بروز لکویڈیشن (Liquidation) کی طرف چل جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہاؤس اچھی طرح جانتا ہے کہ اسکی وجہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کم و بیش ساری میجر انڈسٹریز میں حکومت کے میجر شیئرز ہیں۔ ان انڈسٹریز کا مینیجمنٹ چند محدود لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو انڈسٹریز کے سیلس آرگنائیزیشن کو اپنی انگلیوں پر نہچاتے ہیں۔ حکومت غافل ہے۔ میں نظام شوگو فیکٹری کی مثال سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے مینیجنگ ایجنٹ چند مٹھی بھر لوگ ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو پرانے زمانے سے چلے آ رہے ہیں۔ حکومت ان پر مہربان ہے۔ کیوں نہ مہربان ہو ان ہی کی وجہ سے تو گاندھی بھون بنا ہے۔ سر پور اور سر سلک کے بارے میں کئی بار کہا جا چکا ہے کہ حکومت کی غیر اطمینان بخش پالیسی کی وجہ سے وہ لکویڈیٹ ہوئیں اور آج دوسروں کے ہاتھوں میں یہ انڈسٹریز ہیں۔ یہ ہے ہماری حکومت کی انڈسٹریل پالیسی۔ حکومت

عض لوگوں پر یہ واضح کرنا چاہتی ہے کہ انڈسٹریز کے نیشنلائزیشن (Nationalisation) کی پالیسی جسکی آپوزیشن پارٹیز ذات سے نائیہ کرتی ہیں کامیابی نہیں ہوئی - حکومت یہ ظاہر کرنا چاہتی ہے - یہی وجہ ہے کہ جب فیکٹریوں اور کارخانوں کے مال انڈسٹریز اور وہاں کے مال پریکٹیسس (Malpractices) کو ہاؤس کے سامنے لایا جاتا ہے تو اس سے چشم پوشی کی جاتی ہے - انڈسٹریز پر حکومت کا کوئی افیکٹیو کنٹرول باقی نہیں رہا دوسری طرف ٹریڈ یونینس (Trade Unions) کی جانب سے حکومت غافل ہے - ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹریڈ یونینس میں ان کو افیکٹیو طور پر مینیجمنٹ (Management) میں حصہ ملنا چاہئے - اس پالیسی کو جب تک ہم اثاٹ نہیں کرینگے انڈسٹریز لائبریشن (Industrialisation) کی پالیسی کامیاب نہیں ہو سکتی - افیکٹیو طور پر پروڈکشن کو بڑھانے اور انڈسٹریز کو اسٹیٹ میں اسٹیا بلائز کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹریڈ یونینس کو مینیجمنٹ میں بخوبی حصہ دیا جائے اور اس کو مساوی شریک کی حیثیت سے قائم کیا جائے تب ہی ہماری پالیسی سکسفل (Successful) ہو سکتی ہے اور انڈسٹریز اسٹا بلائز (Stabilize) ہو سکتے ہیں - ایک اور چیز جسکی طرف میں ہاؤس کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آج تک بھی برابر توجہ دلائی جاتی رہی ہے وہ نظام کو (۴۲) لاکھ روپیہ دینے کا سوال ہے - ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ ہم جو معاوضہ دے رہے ہیں وہ صرف خاص کے معاوضہ میں دے رہے ہیں اور جو سنٹر کی جانب سے دیا جا رہا ہے وہ بریوی پرس کے طور پر ہے - ان دونوں چیزوں میں کیا فرق ہے ؟ صرف خاص کیا ہے اور بریوی پرس کیا ہے ؟ صرف خاص بریوی پرس (Privy Purse) کے طور پر کراؤن پراپرٹی (Crown Property) تھی - صرف خاص کے علاوہ اسٹیٹ کے خزانہ سے نظام کو ایک حہ بھی نہیں ملتا تھا - اب ہم ایک طرف صرف خاص لیکر اس کا معاوضہ دے رہے ہیں اور دوسری جانب اسٹیٹ گورنمنٹ بریوی پرس کے طور پر (۵۰) لاکھ روپیہ دے رہی ہے - سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ایک ہی نوعیت کے دو معاوضے کس طرح دئے جاسکتے ہیں - جب ہم صرف خاص کی ہسٹری ڈھونڈتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف نظام کے میٹینینس کے لئے بریوی پرس کے طور پر تھا - یہ عجیب منطق میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس میں کانسنٹی ٹیوشنل (Constitutional) بندھن ہیں - میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ دونوں چیزوں کا ایک ہی معاوضہ کس بنیاد پر دیا جاتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ایک چیز بند کی جائے - اس سے ہمارے اسٹیٹ اکسپیکر کو (۵۰) لاکھ کی بچت ہو سکے گی -

ایک اور جس چیز کی جانب میں ہاؤز کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ ایجوکیشن ہے - اس میں شک نہیں ہے کہ ایجوکیشن کے سلسلہ میں بجٹ میں کچھ اضافہ رقم الٹ کی گئی ہے - لیکن جب میں کانسنٹی ٹیوشن کے ڈائریکٹیو پرنسپل کے تحت یہ

بلند و بانگ دعوے سنتا ہوں کہ ۱۰ سال کے اندر ملک سے ال لٹریسی (Illiteracy) کو ختم کر دیا جائیگا تو مجھے تسویش ہوتی ہے کہ اس رفتار سے جس قسم کا پروگریس (Progress) ہم ایجوکیشن کے سلسلہ میں چاہتے ہیں کیا وہ ۱۰ سال کے عرصہ میں پورا ہو سکے گا؟ کیا ڈائریکٹیو پرنسپل (Directive Principle) کی روشنی میں ال لٹریسی (Illiteracy) کو ایک سے دور کیا جاسکیگا؟ اوس میں یہ تو صاف طور پر نہیں کہا گیا کہ پرائمری کمیسری ایجوکیشن کب تک اور کہاں کہاں پڑھائی جاسکے گی۔ گزشتہ مرتبہ کہا گیا تھا کہ کمیونٹی پراجیکٹ ایریا (Community project area) میں اس کو نافذ کیا جائیگا۔ وہاں اس پر عمل کیا جائیگا۔ لیکن اس بجٹ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ آئندہ اس کو کن کن علاقوں میں اور کہاں کہاں افیکٹیو طور پر نافذ کرنے والے ہیں۔ ایک اور چیز میں ایجوکیشن کے سلسلہ میں عرض کرونگا۔ پہلے حکومت نے ایجوکیشنل سوشل اور کلچرل انسٹی ٹیوشنس کو گرانٹ دینے کے لئے پروویژن رکھا تھا لیکن موجودہ بجٹ کے ایکسپلینٹری میمورنڈم میں کہا گیا ہے اب یہ نہیں دی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ

“The Budget Estimate for 1952-53 had been fixed after applying a lump cut of 15.86 on account of probably savings due to late sanctions and possible administrative delays in implementation of new schemes”.

ایجوکیشنل اور کلچرل انسٹی ٹیوشن جیسے آندھرا پریشید۔ مہاراشٹرا پریشید اور کرناٹک پریشید وغیرہ میں انہیں حکومت گرانٹ دینے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ انہوں نے میمورنڈم (Memorandums) دئے اور برابر حکومت سے اس کو ایمپلمنٹ (Implement) کرنے کے لئے درخواست کرتے رہے کانفرنس بھی اس سلسلہ میں ہوئی۔ لیکن اب حکومت کہتی ہے کہ وہ منظور تو ہوئے تھے لیکن اڈمنسٹریشن کے ڈیلے (Delay) کی وجہ سے نہیں دئے جاسکے۔ کیا میں آنریبل منسٹر سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اڈمنسٹریشن کے ڈیلے کی وجہ سے یہ رقم نہیں دی جاسکی یا فینانشیل اسٹریجنسی (Financial Stringency) کی وجہ سے نہیں دی جاسکی۔ جب آندھرا پریشید کی جانب سے ریپریزنٹیشن ہوا (۱۸) ہزار روپیہ کے بارے میں تو میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ وہ کیوں نہیں دئے جاسکے۔ ہمارا یہ بنیادی تصور ہے کہ جو کلچرل۔ سوشل اور ایجوکیشنل انڈیپنڈنٹ باڈیز ہیں ان کی جہاں تک تک ہو سکے سہائیتا (سہاویتہ) کریں اور انہیں فروغ دیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت اس معاملہ میں ناکام نظر آتی ہے۔

اب میں آتی۔ جی کرنسی سے پیدا ہونے والی صورت حال کی طرف حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آنریبل فینانس منسٹر نے اس سلسلہ میں صاف طور پر یہ کہا تھا کہ

ملازمین کو آئی۔ جی کرنسی میں مساوی تنخواہ نہیں دیجائیگی۔ اون کے اس کہنے کے بعد ہم کو حق پیدا ہو جاتا ہے کہ حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائیں اور حکومت کی اس پالیسی کو کنڈم (Condemn) کریں۔ کیا حکومت اس چیز پر نظر نہیں رکھتی۔ کیا حکومت اس چیز کو سوچنا نہیں چاہتی کہ ایک دم آئی۔ جی کرنسی کے ایک دم فافذ ہونے کے بعد چھوٹے چھوٹے درجہ کے جو ملازمین ہیں اون کے معیار زندگی پر اثر پڑیگا۔ جیسا کہ کہا گیا حیدرآباد میں کاسٹ آف لیونگ (Cost of living) جون سے بڑھتا جا رہا ہے۔ کیا اس چینج اوور (Change over) سے گورنمنٹ کے چھوٹے اور متوسط درجے کے ملازمین متاثر نہیں ہونگے۔ اگر ایسا سوچا جا رہا ہے کہ اس سے گورنمنٹ کے ملازمین پر اثر نہیں پڑیگا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی یہ پالیسی دانشمندانہ نہیں ہے۔ اچانک چینج اوور ہو جانے کی وجہ سے ضروریات کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بازار میں اوسے بھاؤ سے مائنگی جس بھاؤ سے حالی میں ملا کرتی ہیں۔ بٹاون کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائیگا۔ میں اس سلسلہ میں حکومت سے پرزور اپیل کرونگا کہ تین سو کم تنخواہ پانے والے جتنے بھی ملازمین فیکٹریوں وغیرہ میں ہیں ان کو آئی۔ جی مساوی میں تنخواہیں دی جائیں۔ تاکہ ملک میں جوڈس آرڈر (Disorder) پیدا ہونے والا ہے اس پر قابو پایا جاسکے۔ کم از کم دو سال ایکول پی (Equal Pay) دی جائے تو مجھے امید ہے کہ حالات میں مطابقت پیدا ہو جائیگی۔ اور لوگ اپنے آپ کو اڈجسٹ (Adjust) کر سکیں گے۔

اس بجٹ میں چند سوپرفلوس اکسپنڈیچرس (Expenditures)

بتائے گئے ہیں جو ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) کی وجہ سے ہے۔ چیف انسپکٹر آف گورنمنٹ آفس کو ہی لیجنے میں پوچھتا ہوں اس کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے فرائض کیا ہیں۔ اس پر (۱۸) ہزار روپیہ کے اخراجات ہو رہے ہیں۔ ہائی کمشنران انگلینڈ (High Commissioner in England) کے لئے (۳۶) ہزار روپیہ خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح جاگیر اڈمنسٹریشن پر بھی خرچہ ہو رہا ہے۔ ایک طرف تو جاگیر داروں کو معاوضہ دینے کا سوال ہی اہمیت کا حامل ہے دوسری طرف اس کے اڈمنسٹریشن کے لئے (۳) لاکھ (۲۳) ہزار روپیہ خرچ کئے جا رہے ہیں۔ سب فالتو اکسپنڈیچرس ہیں۔ میں ایک اور چیز یعنی ولیج پنچایتوں کی طرف آریبل منسٹر کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ حکومت نے اعلان کیا ہے مالگزاری کا (۱۰) فیصد ولیج پنچایت کے لئے دئے جائیں گے۔ لیکن صرف (۴) لاکھ (۲۸) ہزار روپیہ اس کے لئے دئے گئے ہیں۔ آپ کی مالگزاری کی آمدنی (۵) کروڑ کے اوپر ہے۔ اس کے لئے (۳۳) لاکھ روپیہ پنچایتوں کو ملنے چاہئیں۔ گزشتہ سال بھی (۵) لاکھ روپیہ رکھے گئے تھے اس سال بھی (۵) لاکھ روپیوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر حکومت کی اس سلسلہ میں کیا پالیسی ہے۔ کیا حکومت پنچایتوں کو بڑھانا نہیں چاہتی۔ کیا اسی پر اکتفا کرنا چاہتی ہے۔ حکومت کی پالیسی غیر واضح

شری اننت ریڈی (کوڑنگل) - مسٹر اسپیکر سر - اس بجٹ کے تیار کرنے میں کن چیزوں پر غور کیا گیا ہے اوکنی تفصیلات میں مختصر طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ کن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے ان حالات پر غور کرنے کیلئے پہلے یہ دیکھنا پڑیگا کہ تین چار سال پہلے اس اسٹیٹ کی کیا حالت تھی - اوس زمانے میں یہاں کی سیاسی - تعلیمی سوشیل وغیرہ حالت ایسی تھی کہ جسکی وجہ سے کوئی اسٹیٹ ترقی نہیں کر سکتا ہے - اوس وقت یہ چیز تھی کہ کوئی شخص حکومت کے خلاف کچھ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا - کوئی شخص اپنا کام آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتا تھا وغیرہ - اس بجٹ

پر غور کرتے وقت اگر ان چیزوں کو ہم بھولیں گے تو بڑی غلطی ہوگی۔ ہم یہاں کے لوگوں کو سیاسی و سماجی وغیرہ اعتبار سے آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے دماغوں میں سیاسی اور سماجی وغیرہ حالات کی تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ ان چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بحث تیار کیا گیا ہے۔ اس بحث میں جو اہم مددات ہیں جیسے کہ تعلیم۔ سماجی چیزیں وغیرہ ان کے سلسلہ میں اسٹیٹ نے کہاں تک ترقی کی ہے اسکو دیکھنا چاہئے۔ ہم ان تمام چیزوں کو نیک نیتی کے ساتھ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اسمیں کوئی کمی یا غلطی ہو۔ ان غلطیوں کو سدھارنے کیلئے تعاون کے جذبات کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔ جو قانوناً و اخلاقاً ان پر اہم ذمہ داری ہے۔ اس طرح کہ براڈ فیلنگ (Broad Feeling) سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک صرف مادی چیزوں سے ترقی نہیں کرسکتا ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھکر بحث تیار کیا گیا ہے۔ حکومت کا ڈمنسٹریشن جس طرح کا ہونا چاہئے اگر اوس طرح کا نہ ہو تو ہم کو احکام کی عمل آوری میں دشواری ہوگی۔ حکومت کا فرض ہے کہ عوام کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے آگے بڑھے۔ ایک زمانہ تھا کہ تحصیلدار اور تعلقدار دیہات کے عوام سے ملنے میں پس و پیش کرتے تھے مگر آج وہ اپنے جتنی مشکلات ہیں وہ بہت ہی کھلے دل کے ساتھ آپ پیش کرسکتے ہیں۔ رعایا آگے جارہی ہے۔ یہ بھی ملک کی ترقی کیلئے ایک نیک شگون ہے۔ اس طرح پچھلے دنوں میں پولس وغیرہ کا جو حال تھا آپ جانتے ہیں۔ اس چار سال میں حکومت کو کمزور نہ کرتے ہوئے آگے بڑھانے کی جو کوشش کی گئی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ نیشنل بلڈنگ ڈپارٹمنٹس کی ترقی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور ہوشیاری کے ساتھ اس کام کو کیا جارہا ہے۔ راج پرمکھ اور جاگیرداروں کے متعلق یہاں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن میں کہوں گا کہ اونکو بھی ملک کی ترقی کیلئے کوشش کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ایک مرتبہ غلطی کرتا ہے تو اس کے متعلق یہ تصور نہ کرنا چاہئے کہ وہ ہمیشہ غلطی کریگا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی غلطی کو محسوس کر کے آئندہ اچھا راستہ اختیار کرے۔ راج پرمکھ ہوں یا جاگیردار یا کوئی اور اچھے برین (Brain) اور اچھی صلاحیت رکھنے والوں کو موقع نہ دیا جائے تو وہ ملک کے لئے جو کچھ کرسکتے ہیں نہیں کرسکیں گے۔ ورنہ ملک کی ترقی میں وہ روڑے اٹکانے کی کوشش پر مجبور ہوجائیں گے۔ راج پرمکھ کو جو پریوی پرس (Privy Purse) دیا جاتا ہے اس کے متعلق کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ سے انکو دینے سے بہت سی چیزوں کی سدھار ہو کر رہے ہیں اور امید ہے کہ اور بہت سی چیزوں کی سدھار کرائیں گے۔ جاگیردار یا دوسرے لوگوں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ اسلئے نہیں دیا جاتا کہ وہ لوگوں پر ظلم و ستم کریں بلکہ اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ بہت بڑی قوت رکھتے ہیں انکی یہ قوت ملک کی سیوا میں کام آئے اسلئے دیا جاتا ہے۔ بہر حال جو کچھ کیا جاتا ہے مندرین کی رائے سے کیا جاتا ہے۔ جو قدم اٹھایا جاتا ہے وہ غلطی سے نہیں اٹھایا جاتا بلکہ سوچ سمجھکر اٹھایا جاتا ہے۔ نیشنل بلڈنگ کیلئے بجٹ میں کتنی گنجائش رکھی گئی ہے اس کے بارے

میں میں عرض کرونگا - سب سے پہلے تعلیم کو لیجئے - ایجوکیشن کو دیہات دیہات بھیل دیا گیا ہے کٹر رقومات صرف کی جا رہی ہیں - ایک اور چیز یہ ہے کہ قلیل مدت میں وہ تمام ضروری قوانین پیش کئے گئے ہیں جنکی ضرورت تھی - اور جو ضروری قانون ہیں وہ بھی مدون ہو چکے ہیں بہت تھوڑے عرصہ میں وہ بھی پیش کئے جائینگے جسے کہ لیانڈ ریفارمس کا قانون ہے - اسبطرح قومی میدان میں ہو یا تعلیمی میدان میں مختصر یہ کہ ہر میدان میں اپنا ملک آگے بڑھ رہا ہے -

اسبطرح اور دوسری چیزوں کو لیجئے صنعت و حرفت میں بھی جس تناسب سے ہمارے اسٹیٹ کو خرچ کرنا چاہئے اسکا خیال رکھا گیا ہے - بڑی صنعتوں کے علاوہ چھوٹی صنعتوں کی جانب بھی کافی توجہ کی جا رہی ہے - کائیچ انڈسٹریز کو بھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے - اس قلیل مدت میں جسقدر رقم خرچ کئے جاسکتے ہیں کئے جا رہے ہیں -

ایلوپیتھک اور ہوسپیتھک ایورویڈک وغیرہ کیلئے بھی جو کچھ کیا جانا چاہئے کیا جا رہا ہے -

زراعت جو اپنے ملک کے زندگی کی سب سے اہم چیز ہے اسکی ترقی کیلئے بھی ضروری تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں - اس میں بھی ہوسپاری کے ساتھ ترقی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - زراعت کی ترقی کیلئے نئے نئے طریقے اڈاپٹ کئے جا رہے ہیں - ساتھ ساتھ بڑے بڑے پراجکٹس کیلئے بڑی بڑی رقمیں مہیا کی گئی ہیں جن سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں لیکن میں کہوں گا کہ ان سے فائدہ اٹھانے کیلئے کچھ مدت تک صبر کرنے کی ضرورت ہوگی - اسکا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ پراجکٹس کے بنانے میں چونکہ زیادہ مدت صرف ہوتی ہے اسلئے چھوٹے چھوٹے تالاب کیلئے بھی گنجائش مہیا کی گئی ہے - کاشتکاروں کو تقاوی دی جاتی ہے اور جو ٹکنیکل مشورہ دیا جانا چاہئے محکمہ زراعت کی جانب سے دیا جاتا ہے -

لیبر ملک کا اہم حصہ ہوتا ہے - اسکے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے انکی قانونی مدد کی جا رہی ہے - جو معاوضہ انکو انکی محنت کا دیا جانا چاہئے دیا جاتا ہے - ہوزنگ اسکیم کے تحت مکانات بھی بنائے جا رہے ہیں اور ضروری سہولتیں انکو فراہم کی جا رہی ہیں -

ملک کی ترقی کیلئے سب سے اہم چیز سماج ہے - سماج سدھارنے کیلئے کافی توجہ دی جا رہی ہے - ہم جانتے ہیں کہ سماج کی برائیوں کی وجہ سے ہی بھارت کے تکررے ہونے کی نوبت آئی - ہمارے سماج کی ایک بڑی داستان ہے - میں اسکی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا - صرف یہی کہوں گا کہ سماج سدھار پر بھی حکومت کافی توجہ دے رہی ہے -

اس کے علاوہ حکومت نے اس قلیل مدت میں دیہاتوں کی سدھار اور کاشت کرنے والوں کی پوری کیلئے لینڈ ریفارمس کے سلسلے میں قانون بھی پیش کیا ہے - لینڈ ریفارمس میں اراضی کی حد بھی مقرر کی گئی ہے - زندگی کے دوسرے شعبوں میں ایسی کوئی حد بندی نہیں ہے - لیکن کسان طبقہ کی زندگی جو ملک کے کثیر تعداد یعنی ۸۰ فی صد کی

صد آبادی سے تعلق رکھتی ہے اسے سدھارنے کیلئے حکومت نے یہ عمل کیا ہے۔ ان تمام چیزوں کو ماحوظ رکھتے ہوئے یہ صحیح ہے کہ بجٹ اصلی قانون اور اصلی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گئے ہیں۔ اور یہ قدم ملک کی ترقی کی راہ در ہیں۔ ملک ان چیزوں سے آگے بڑھیں گے دنیا کے مدبرین نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ بجٹ قانون اور فطری اصولوں پر تیار ہونا چاہئے۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھ کر تیار کیا گیا۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ بجٹ انتہائی موزوں بجٹ ہے۔ (Bell)

آخر میں میں چند استدعاں رکھتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ گاؤں میں جو چھوٹی چھوٹی صنعتیں چل رہی ہیں انکی رفتار کو بڑھانا چاہئے۔ کام سکھانے والے جو لوگ ہوتے ہیں انہیں دیہاتیوں کی روزمرہ کی زندگی اور انکے خیالات سے اچھی طرح واقف ہونا چاہئے۔ وہ دیہاتیوں کیلئے ایک عجیب چیز نہ ہوں۔ بلکہ انہی میں سے ہوں تاکہ بہتر طریقہ پر کام کرسکیں۔

پنچایتوں کے بارے میں بھی میں یہ کہوں گا کہ اسکی رفتار کو تیز کرنا چاہئے اور پنچایتوں کو مستحکم اور متحرک کرنا چاہئے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

Mr. Speaker : Shri K. R. Veeraswamy.

Shri. K. R. Veeraswamy (Kalvakurti-Reserved) : Mr. Speaker, Sir, I should like to say in the very beginning that the hon. Finance Minister has presented the Budget with all sincerity at his command. At the same time, I cannot but refrain from saying that this is a Budget based on over-estimations, under-estimations, rosy forecasts and last but not the least a long line of excuses.

In this connection, I would particularly like to invite the attention of the House to the following extracts from the hon. Finance Minister's speech :

"This increase of Rs. 342 lakhs on account of increase in Central subvention and Customs and surcharges has, however, been partially counterbalanced by short falls of revenue under excise, sales tax and other heads.

Excise auctions have recorded a fall of about Rs. 66 lakhs, while duty on liquor has also gone down by about Rs. 22 lakhs. As the Excise year is from October to September, the loss in 1952-53 will be about Rs. 49 lakhs and the balance will be reflected next year.

The Sales Tax Department is still in the formative stage. Business has also suffered, to a certain extent, on account of fall

in prices. The income from this source is, therefore, now expected to be Rs. 193 lakhs as against Rs. 247 lakhs anticipated in the Budget. There is thus a fall of Rs. 54 lakhs under this head."

Sir, from this it will be noticed that there is a fall of about Rs. 66 lakhs under Excise and another Rs. 54 lakhs under Sales Tax. The total of both these items comes to about Rs. 1½ crores. Apart from this, if there was no Central subvention also, the State would have had to face a deficit of over Rs. 3 crores. Thus, as I said this is a Budget of overestimation, underestimation and rosy forecasts. It is, perhaps, no exaggeration to say that only because of the Central subvention, the State Government had been able to survive. I must say that the Budget as presented by the hon. Finance Minister has got technical lacunæ in it. We cannot underestimate or overestimate huge amounts of money, and call huge reductions in money as short falls. This is wrong budgeting.

Secondly, I would like to bring to the notice of the House certain points about the Central subvention. As has been pointed out by the hon. Finance Minister, the Centre has increased its subvention from Rs. 116 lakhs to Rs. 342 lakhs—an increase of Rs. 226 lakhs. That is to say, the Government has got—over and above what it got last year by way of subvention—Rs. 226 lakhs in 1952/53 and Rs. 217 lakhs in 1953/54. In my opinion, perhaps, we could have got more. In this connection, the hon. Finance Minister observes :

".....But the Finance Commission did not find Hyderabad as a fit case for grant-in-aid under the substantive portion of Article 275 (1) of the Constitution...."

On the one hand, the hon. Finance Minister says that the State Government got substantial amount from the Centre by way of subvention, but on the other hand, he admits that : '.... the Finance Commission did not find Hyderabad as a fit case for grant-in-aid under substantive portion of Art. 275 (1) of the Constitution....' What does this mean According to the hon. Finance Minister, the principles recommended for aid under the above Article are : (i) budgetary needs, (ii) self-help by way of tax effort and economy in expenditure, (iii) standards of social services, and (iv) social obligations. In other words, it is tantamount to saying that in all the above four items Hyderabad has not done well and, therefore, it has not been able to get sufficient aid from the Centre. That is to say though the Centre has increased its subvention, yet it has found that Hyderabad

is not adjusting its budget properly; it is not able to tax itself to the maximum; and that the amount spent on Social Services is not as much as it ought to have been. So, what I mean to say is that on all these four items, Hyderabad Government has not shown sufficient justification for more Central subvention. In view of this, we can see that the Centre has not found Hyderabad a suitable State for granting more subvention. This itself is a censure by the Central Government (Applause from the Opposition Benches) and it has been admitted by the hon. Finance-Minister himself. The present amount of subvention which the Government of Hyderabad has obtained is not in my opinion due to the intelligent efforts of the Finance Department. It is, perhaps, due to the sincere efforts of the hon. Finance Minister on perhaps it may be also due to the popularity which he commands with the Government of India.

Coming to the currency problem—this is a burning problem of the day and I am surprised to notice that most of the speakers have not touched this point at all—I am sorry to say that the hon. Finance Minister has not said anything about the implications or the repercussions of the change-over from O.S. to I.G. currency. As the House is aware, during this change-over from O.S. to I.G. currency, a substantial portion of the O.S. currency is circulating in the market. I should say that the purchasing power of the people has gone down; and when that is the case, prices will naturally shoot up. But our Government thinks that though the O.S. currency may be reduced in circulation, prices will stabilise at a reasonable level and will not shoot up.

What steps have the Hyderabad Government taken to solve the currency problem? Have we not got precedents of countries like Japan? When Japan occupied Burma, it did not give any equivalent currency, but on par; a note for a note and a denomination for a denomination. That has not inflated the currency in that country. Prices did not shoot up. If we do not increase the I.G. currency, we know the repercussions it would have on the middle-class. A middle-class man gets 100 or 150 rupees. Will he be in a position to manage all his requirements with a less amount in I.G. He has got pay rent—say 20 rupees—and so many other things. The house owner will not be content to take the equivalent of O.S. Rs. 20 in I.G. He will demand 20 rupees in I.G. Not only the poor classes would be affected by this policy, but also the middle-class. After all that is said and done, how much has been reduced?—to the extent of about 4 crores of rupees. This four crores is not going to inflate the currency in Hyderabad. If you pump some more currency into circulation, we would not have been hard up by inflation.

Therefore, what I contend is that the Hyderabad Government, instead of framing the budget in I.G. currency, could easily have put in the same amount of currency in the market ; and after all, 4 crores of rupees does not make much difference : it is not going to reduce the purchasing power of the people, if only that amount of currency has been put in the market. This problem has not been considered by the hon. Finance Minister. May be, he might have tried his best and certain circumstances might have stood in this way. Any way, I would feel he should have constituted a sub-Committee of this House and taken the consensus of its opinion into consideration before framing the budget.

There are certain practical difficulties in this change-over, to which I would like to refer. For instance, we have got sales tax of 4 pies in the rupee. How are we going to reduce this 4 pies into I.G. currency for assessment of the sales tax ? Has the Government got any denomination ? Then, how are they going to levy the tax ? By introducing I.G. currency, perhaps it might have been felt that the prices of commodities will find their level as obtaining in the neighbouring states, viz., it is being surmised that a given amount of currency in Hyderabad it may purchase the same amount of goods as will be purchased for the same given amount of currency in the neighbouring States. For instance, I should say in Vijiawada, for Re. 0-10-0 I. G., they get $\frac{1}{2}$ seer of rice. I would ask, can you expect the same in Hyderabad, after the conversion ? I apprehend this may bring in a revolution among the people ; and what I feel is that if, instead of framing the budget in I.G. you put in the same amount of currency in I.G. as per given amount of O.S. currency as in circulation in the market, that would have gone a long way in solving the problem. It cannot be inflation but reflation. We notice deflationary tendencies in the market : deflation means that the purchasing power of the people has come down. I reiterate that 4 crores is not going to bring inflation in the State and I cannot help but feeling that this burning problem has not been tackled in a proper perspective.

Next coming to the recommendations of Gorwala, so far as know they have not been implemented. So many items of expenditure recommended for reduction have not been reduced. Shri Gorwala dealt with various aspects of the General Administration and how best expenditure should be reduced. But alas ! in spite of the wonderful and intelligent efforts of Shri Gorwala, those recommendations have not been implemented and which if implemented, could have fetched a saving of over 2 crores of

rupees on Governmental expendirute. As all the hon. Members are aware, the greatest expenditure in the budget is the expenditure on the Government and we are spending more than 45 per cent. of the tax-payers' money on general administration. We have to see that the services are properly manned. A top-heavy administration leads to overbalancing of the Government. I strongly feel and urge that Shri Gorwala's recommendations should be implemented forthwith. Take Let us for example the Finance Department : We have got more than 17 or 18 secretaries ; whereas in Madras there are 6 to 8 secretaries. Those 6 to 8 secretaries are able to manage a budget of 72 crores whereas our 18 secretaries have not been able to manage our 30 crores' budget. What does this amount to? Does it not amount to inefficiency and a censure of the Government

Government does not seem to pay heed to the views of the members of the Assembly. We are here to ventilate the grievances of the public and the Government is expected to take us into confidence in order to see that it tones up the administration and goes on a progressive path. So many things are said here but nothing ultimately materialises. At the beginning, they say 'we are going to introduce a very glorious budget, a people's budget, ...' and later on, they say 'we are not in a position to do because certain circumstances warranted us not to do these things'. That has been the excuse..

Mr. Chairman : The time is up.

Shri K. R. Veeraswamy : I expect to finish my speech within five minutes, Sir.

Mr. Chairman : The hon. Member has already taken 20 minutes. One more minute is given to him.

Shri K. R. Veeraswamy : Coming now to the subject of roads, the Central Government is giving subvention of 20 lakhs of rupees to the State Government. Besides we are spending nearly one crore of Rupees on roads. But what is the condition of roads in the Hyderabad State, especially in Districts? We find that the roads are generally full of pitfalls, with mud or earth thrown here and there. They are not properly laid and managed. Yet we are spending a very huge amount on roads and so too are the municipalities. The Finance Department is giving several lakhs of rupees as grants-in-aid to the municipalities for proper construction of roads and other amenities. But I ask, have they got any financial control over the municipalities? Do they see that

the monies granted to the various departments are properly expended? Perhaps, not. What is the Government doing? Again, the old song is sung. If for any reason a certain municipality is not given any grant, they say the bad repairs of roads is due to lack of finance. This song of financial stringency has become a favourite hymn of the Hyderabad Government. Every time and for every thing, they say 'financial stringency'. But I assert that there is a will, we can do more things. As the hon. Member of the Socialist party who preceded me has stated, in two years in Burma they have done wonders. Likewise, we too can do things. We cannot say, we have not got men; we have not got material etc. I Only charge that the Government is lethargic in doing things. We are not short of circulars; we are not short of sermons; we are not short of lectures; we have got everything; but what is lacking is the will on the part of the Government. So, my request to the Government is that it should try to heed the reflections made in the House and see that these things may not be treated lightly, and that should they take as serious a view as possible of them lest the people may take law into their own hands.

شری گوپال راؤ اکبوتے (چادرگھاٹ)۔ مسٹر اسپیکر سر۔ (۲) لاکھ کے خسارہ کے بجٹ پر برسوں سے میں تقریریں من رہا ہوں۔ آئریبل منسٹر فار فنانس نے ابھی اپنی ایک طویل تقریر میں بجٹ پر کافی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ کم از کم میں اپنی حد تک کہوں گا کہ برسوں سے آج تک میں نے بولنے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ میں جاننا چاہتا تھا کہ اپوزیشن کی مختلف پارٹیز کا رجحان اس مرتبہ کے بجٹ کے متعلق کیا ہے۔ اب جبکہ معزز ایوان کے سامنے لگ بھگ سب پارٹیوں کا نقطہ نظر آگیا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے وچار بھی سامنے رکھوں۔ گزشتہ بجٹ کے متعلق کئی ایک اپی تھیس۔ (Epithets) اور اڈجیکٹیوز (Adjectives) ہم نے سنے تھے کسی نے کہا نکاح یہ پولیس بجٹ ہے۔ کسی نے جاگیردارانہ بجٹ کہا۔ کسی نے اس کو زمیندارانہ بجٹ کہا۔ وہ اپی تھیس (Epithets) تو کم از کم اس سال کے بجٹ پر نہیں کہے گئے۔ البتہ ٹرمینالوجی (Terminology) تھوڑی سی بدل گئی ہے۔ اب یہ کہا گیا کہ یہ اسٹیٹس کو (Status quo) مینٹین (maintain) کرنے والا بجٹ ہے۔ جب تک وہ زمیندارانہ چوکھا نہیں بدلے گا اس وقت تک اسی قسم کے بجٹ ایوان کے سامنے آتے رہیں گے۔ ہر شخص اپنی نشست پر بیٹھ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اپوزیشن کی جانب سے جو تقریریں بجٹ کے تعلق سے ہوئیں اور میں کونسی کانکریٹ (concrete) اور سبسٹانسیل (Substantial) چیزیں بیان کی گئیں ہیں جن کو لیکر بجٹ مرتب کرتے وقت یا آئندہ سال کے بجٹ کی تشکیل کے وقت غور کیا جاسکیگا۔ میں گزشتہ سال کی تقریروں کا اس سال کی تقریروں سے مقابلہ کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس سال کی تقریروں پر دو منٹ کا ایک تبصرہ کر کے بجٹ پر آؤں گا۔

ایوزیشن یا ریونیو کے نقطہ نظر سے بچھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ریونیو ریسیٹ (General Revenue Receipt) کے تعلق وہ سب دواور بر مستفی ہیں۔ ایک نو یہ کہ کسی قسم کے نئے ٹیکسس عاید نہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اون کی رائے میں حیدر آباد کی جتنا کی جو ٹیکس ایبل کیا سٹی (Taxable capacity) بھی وہ پوری ہو گئی۔ اب کوئی کپیاسٹی جہاں کے ٹیکس پیر (Tax Payer) میں نہیں رہی کہ ٹیکس ادا کر سکے۔ دوسرے یہ کہ موجودہ (۲۸) کروڑ کے بجٹ میں جتنے سرجیشن (Suggestion) ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy Administration) کو ختم کرنے کے لئے کہے گئے یا جو دوسرے مائنر سرجیشن (Minor Suggestions) ہاؤس کے سامنے رکھے گئے ہیں اگر اون کو نظر انداز کر دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جنرل ریونیو ریسیٹ (General Revenue Receipt) میں اضافہ کے لئے کسی پارٹی کی طرف سے کوئی ٹھوس سرجیشن (Suggestion) پیش نہیں ہوا۔ البتہ بعض صاحبوں کی جانب سے لینڈ ریونیو کے تعلق سے یہ ایک ٹھوس سرجیشن پیش کیا گیا ہے کہ ایسے تمام اراضیات جن سے معقول آمدنی نہ ہو اور جن سے کوئی سبسٹینس (Subsistence) بھی نہ ہوتا ہو اون کی مالگزارئ، معاف کر دینی چاہئے۔ یہ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں کہی گئی ہیں جن سے ریونیو پر اثر پڑتا ہے۔ لیکن کوئی ٹھوس سرجیشن اس میں نہیں ہے۔ ویلفیئر اسٹیٹ (Welfare State) کی باتیں کہی جاتی ہیں۔ میگزم سوشل اڈوانٹیج (Maximum Social Advantage) کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ڈالٹن کی تھیوری کے لحاظ سے بجٹ سے توقع رکھی جاتی ہے۔ جب میگزم سوشل اڈوانٹیج کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اوس کے ساتھ ساتھ سوشل لیا بیلٹیز (Social liabilities) بھی ہوتی ہیں۔ ایسے لیا بیلٹیز کو پورا کرنے کیلئے بھی تو کوئی سرجیشن ہاؤس کے سامنے لانا تھا۔ لیکن.... وہاں سوائے اسکے کہ ایک نکتہ چینی برائے نکتہ چینی ہو کوئی زیادہ اہمیت کی بات نہیں ہے۔ جہاں تک ریونیو ریسیٹس (Revenue Receipts) کا تعلق ہے کہا جاتا ہے کہ اڈمنسٹریشن (Administration) ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہو گیا ہے اور اڈمنسٹریشن میں اضافہ نہونا چاہئے۔ اس میں کمی کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ریونیو ریسیٹس کم ہو جائیں گے۔ کامپلکسیٹیز (Complexities) کو بڑھا کر مطالبات کئے جائیں تو فطرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیسہ کہاں سے آئے۔ فینانس منسٹر کو سوچنا چاہئے کہ اسکے لئے گنجائش کہاں سے نکالنی چاہئے بشرطیکہ عوام پر اسکا بار نہ پڑے۔ اس بارے میں دو تین سرجیشن (Suggestions) آ رہے ہیں کہ فلاں صاحب سے لیا جائے۔ فلاں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے نہ دیا جائے یا کم کیا جائے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ سرجیشنیں نتیجہ خیز نہیں ہیں۔ اگر ان سرجیشنوں کو قبول بھی کیا جائے تو ایک آدھ سال کیلئے کچھ مل جائیگا لیکن اوس سے بھی بجٹ کو بیلنس (balance) کرنے میں مدد نہیں ملیگی۔ اسلئے یہ اپروچ (approach)

بنیادی طور پر غلط ہے۔ ریونیو ریسپیش کے وصول کرنے والوں پر نظر نہ رکھ کر اس نقطہ نظر سے حملہ کریں اور صرف تنقید کریں اور اس قسم کے خفیف مطالبات کریں تو اسکو بجٹ کے اصول کو نظر انداز کرنا کہا جائیگا۔

وہ مختلف پلان جو حکومت کے سامنے ہیں جنکو بلو پرنٹ (Blue print) کے طور پر عوام کے سامنے لانا ضروری نہیں ہے تاکہ آنے والے سال میں وہ کونسے مختلف ذرائع ہیں جنکو حاصل کرنا حکومت ضروری سمجھتی ہے۔ اس رجحان کے تحت جب ہم بجٹ کی طرف دیکھتے ہیں اور انسٹرومنٹ آف پلاننگ (Instrument of Planning) کو دیکھتے ہیں تو دو چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ جب گذشتہ سال سے مقابلہ کرتے ہیں تو کچھ امید آریبل فینانس منسٹر کی تقریر سے معلوم ہوتی ہے کہ نو لاکھ کی رقم ریونیو کلکشن (Revenue Collection) سے وصول ہو جائیگی اور چھ لاکھ کی فاضل آمدنی آرہی ہے۔ ڈی (R. T. D.) سے وصول ہو جائیگی اور دوسرے سارے مدات پر ریونیو ریسپیش (Revenue Receipts) بجٹ میں بتائے گئے ہیں۔ گذشتہ سال بھی میں نے اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ اریس آف لینڈ ریونیو (Arears of land Revenue) اتنا اکیوملیٹ (Accumulate) ہو گیا ہے کہ اسکی طرف حکومت کو خاطر خواہ توجہ کرنی چاہئے مگر نہیں کی گئی۔ یہ سوال اب بھی اسی طرح باقی ہے۔ بقایا جس مقدار میں وصول ہونا چاہئے نہیں ہو رہا ہے۔ ایسے اشخاص کے ذمہ صدھا روپیہ کا بقایا چلا آ رہا ہے جن سے مالگزاری وصول کرنے کی تدابیر کے منجملہ پہلی تدبیر بھی اختیار کی جائے تو بقایا کافی مقدار میں وصول ہو سکتا ہے۔ معلوم نہیں کہ گزشتہ سال اس سلسلہ میں کیا تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ مالگزی کا بقایا جس مقدار میں وصول ہونا چاہئے تھا وصول نہیں ہوا۔ ریونیو ریسپیش (Revenue Receipts) اس وجہ سے کمزور معلوم ہو رہی ہیں۔ اب نو لاکھ روپیہ کے وصول ہونے کا جو امکان بتایا جا رہا ہے وہ بھی اتنا خاطر خواہ نہیں ہے۔ آر۔ ٹی۔ ڈی سے چھ لاکھ کی وصولی کا امکان بتایا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مرکزی حکومت سے (۲۰) لاکھ روپیہ ملنے والے ہیں۔ اگر گورنمنٹ آف انڈیا دونوں مدات نامعلوم کر دے تو ہمارے بجٹ کا خسارہ (۲۰) لاکھ سے بڑھ کر (۸۰) لاکھ ہو جائیگا۔ ہم اسکو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ خسارہ (۸۰) لاکھ کا ہے یا بیس لاکھ کا بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ انسٹرومنٹ آف پلاننگ میں جو چیزیں بنائی گئی ہیں وہ پوری ہونگی یا نہیں۔ اس درستی سے (دیکھیں) میں ایوان کی توجہ مبذول کرونگا۔ میگنیم سوشل اڈوانٹیج (Maximum Social Advantage) حاصل کرنا ہے تو ہمیں مشنری کوائفیشنٹ (Efficient) بنانا پڑیگا۔ مالگزاری کا بقایا جلد وصول کرنا پڑیگا۔ ریونیو ریسپیش کے سلسلہ میں انقلابی تبدیلی لانی پڑیگی۔ فینانشل انٹی گریٹیشن (Financial integration) کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ فیڈرل فینانس (Federal Finances) ہمارے ختم ہو چکے ہوں مگر

فینانشیل انٹی گریشن کے نتیجہ میں جو میگزیم امداد حیدر آباد کو ملانی چاہئے اس میں معلوم ہوا کہ کچھ اضافہ ہوا ہے یہ معلوم یہ اوس رزولوشن کا اثر و نتیجہ ہے جو گزشتہ سال ہم سب نے متفقہ طور پر اسمبلی میں پاس (Pass) کیا تھا یا کہا ۔ بہر حال کوئی وجہ ہو فینانس کمیشن نے ہمارے مطالبہ کو منظور کیا ہے لیکن بہر بھی خاطر خواہ طور پر تلافی نہیں ہوئی ہے ۔ ایک طرف تو فیڈرل فینانس کم ہو گئے ہیں اور دوسری طرف فینانشیل انٹی گریشن کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اسکی عدم تکمیل کی وجہ سے ہم کھائے میں ہیں ۔

اکسائیز کے آکشنس (Auctions) کی جانب بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ فینانس منسٹر نے یہ کہا ہے کہ گزشتہ سال نقصان آیا ہے اور آئندہ سال اسکا اثر ہونے والا ہے ۔ لکر ڈیوٹیز (Liquor Duties) میں کمی ہونے کی وجہ سے اسکا اثر سنہ ۵۳-۵۴ ع پر پڑنے والا ہے یہ وجہ بحث میں بتائی گئی ہے ہمیں معلوم نہوسکا کہ وہ کیا دشواری ہے جسکی وجہ سے ۶۶ لاکھ کی کمی ہو گئی ہے ۔ اگر یہ واقعہ ہے کہ آبکاری کے کنٹراکٹرس (Contractors) نے سازش کی ہے تو میں مودبانہ گزارش کرونگا کہ آپکو ایسی مشنری کو لانا چاہئے جس سے ہراج میں ایسے لوگ جمع ہو کر جو مصنوعی فضا پیدا کرتے ہیں وہ فضا پیدا نہ کر سکیں کھلے آکشن (Auction) میں اسطرح ۶۶ لاکھ کا ہمیں نقصان ہو تو واقعی یہ غور کے قابل چیز ہے ۔ میں آنریبل فینانس منسٹر سے توقع رکھتا ہوں کہ سنہ ۵۳-۵۴ میں یہ اسٹوری (Story) ریپٹ (Repeat) نہ ہونے پائیگی ۔ کیونکہ یہ ایک ایسی گنجائش ہے جس سے ہم بہت سے فائدے حاصل کر سکتے ہیں اگر قواعد ہراج میں اکوئی سقم ہے تو انکی ترمیم ہونی چاہئے اور اگر کوئی دوسری چیزیں ہیں تو انکا بھی موثر طور پر انسداد ہونا چاہئے ۔ یہ کہنا فضول ہے کہ پروہییشن (Prohibition) کی وجہ سے یہ ہوا ہے ۔ میں اسکو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہی وجہ صحیح ہے کہ ہراجوں میں سازش کی وجہ سے یہ کمی ہو رہی ہے ۔ اگر ہراج میں سازش کیجاتی ہے اور مصنوعی فضا پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی ہے تو اسکی روک تھام ہونا ضروری ہے ۔ جہاں تک لکر ڈیوٹی (Liquor Duty) کا تعلق ہے وہ ۶۶ لاکھ کم ہو گئی ہے اسکی وجہ بھی میں ایوان کے سامنے لاؤنگا ۔ ایک دوسرا اٹم (Item) ریونیو ریسیپٹس (Revenue Receipts) پر ایسا ہے جسکی جانب فینانس منسٹر کی توجہ مبذول کراؤنگا وہ ہے کسٹم ڈیوٹی (Custom Duty) سیلس ٹیکس (Sales Tax) اور امپورٹ ڈیوٹی (Import Duty) یہ آمدنی کے کمزور ذرائع ہیں ۔ سیلس ٹیکس کے بارے میں جو وجہ بتائی جا رہی ہے وہ عجیب سی ہے ۔ ایک طرف تو یہ بتایا جاتا ہے کہ سیلس ٹیکس کم وصول ہو رہا ہے ۔ چونکہ مشنری فارم ہو رہی ہے اسلئے سیلس ٹیکس کم وصول ہو رہا ہے ۔ دوسرے یہ کہ بزنس (Business) کم ہو رہا ہے اسلئے اس ٹیکس کی وصولی پر اثر پڑ رہا ہے ۔ لیکن اپوزیشن کی طرف سے جو

آرگيومنٹ (Argument) لائے جارہے ہيں وہ بہ ہيں کہ سياس ٹکس کی شرح زيادہ ہے ۔ ميں سمجھتا ہوں کہ بہ آرگيومنٹ کچھ ٹھیک نہيں ہے ۔ بيواری جو کچھ ديتا ہے وہ اپنی جب سے نہيں ديتا ۔ وہ بہی کسی اور کی جيب سے ديتا ہے ۔ اسائے یہ کہنا کہ شرح ٹکس زيادہ ہے صحيح نہيں ہے ۔ ميں اس سے متفی نہيں ہوں ۔ اگر وجہ یہ ہے کہ پرجيزنگ باور (Purchasing Power) کم ہوگيا ہے تو ہميں اس پر سوچنا چاہئے کہ کيوں ايسا ہو رہا ہے ۔ بورے بجٹ کا دارومدار ڈيپريشن آف کموڈيٹيز (Depression of Commodities) کے سوال پر ہے ۔ انفليشن (Inflation) ہے یا کوئی اور خرابی ہے ۔ اگر ہے تو کس جگہ ہے ۔ بہ کہنے سے کام نہيں چليگا کہ پرجيزنگ باور کم ہوگيا ہے ۔ دراصل یہ بتانا پڑیگا کہ تاجر کی حالت اتنی گر گئی ہے کہ وہ اسکو برداشت نہيں کر سکتا ليکن دوسرے مالک کے مقابلہ ميں آب ہارے ہاں کی شرح ٹکس کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہارے ہاں ٹکس کی شرح بہت کم ہے ۔ بہر حال کمی کے جو وجوہات بتائے گئے ہيں صحيح نہيں ہيں ۔ ميري رائے ميں وجہ یہ ہے جيسا کہ ليڈر آف دی ہاؤس (Leader of the House) نے بتا یا تھا کہ ہم ڈائركٹ (Direct) سے ان ڈائركٹ ٹکس (Indirect Tax) کی طرف جارہے ہيں ۔ اس سے ہميں ڈائركٹ و ان ڈائركٹ کی ميرٹ (Merit) ميں ليجانا مقصود نہيں ہے ۔ ہاؤس کے سامنے سنجيدگی سے یہ چيزیں رکھنا چاہتا ہوں ۔ یہ صحيح نہيں ہے کہ ہاں کی ٹكسييل كپيسٹی (Taxable capacity) کم ہوگئی ہے ۔

اس کے متعلق سنہ ۱۹۲۴ - ۱۹۲۵ ع ميں ٹيکس انكوائري كميشن (Tax enquiry commission) بٹھایا گیا تھا ۔ اس کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں ۔ اسکے بعد ميں آنریبل چنٹا من ديشمکھ کی اس تحریر کی طرف ايوان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں جس ميں انہوں نے جان متہائی کی صدارت ميں ٹيکس انكوائري كميشن بٹھانے کی تجویز پارليمنٹ کے سامنے رکھی ہے ۔ وہ رپورٹ اور انکی یہ تقرير دیکھنے کے بعد یہ تصور ہمارے سامنے آئیگا کہ کیا دراصل حيدرآباد کے ٹيکس پيئرس (Tax Payers) کی ٹيکس بے اينگ کيپا سٹی (Tax Paying capacity) کم ہوگئی ہے ؟ جيتک کہ کوئی خاص كميشن حيدرآباد ميں بہی نہ بٹھایا جائے اسکا صحيح اندازہ نہيں ہو سکتا ۔ ميں حکومت کے سامنے ہمدردانہ طور پر اس سنجيشن (Suggestion) کو رکھوں گا ۔ کہونکہ یہ رليٹيو فارم (Relative form) ہے جس ميں مختلف تھيوريوز (Theories) کام کرتی ہيں ۔ اس کے مد نظر حيدرآباد ميں ايسا ٹيکس انكوائري كميشن (Tax enquiry commission) قائم ہونا چاہئے اس سے دو چيزیں ہونگی ۔ ایک طرف تو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ کیا حقيقي ٹيکسييل سٹی سے اونچا ٹيکس عائد کیا گیا ہے اور دوسری طرف ٹيکس کا ايويژن (Evasion) بہی ہو جائیگا ۔ اس سے دونوں باتيں عوام کے سامنے آجائينگی ۔

(اکسپنڈیچر) Expenditure (کے ایٹمز) Items
 میں ریونیو کے سلسلے میں میں کچھ کھنا چاہتا تھا لیکن چونکہ وقت ختم ہو چکا ہے
 اسلئے میں دو اہم ایٹمز انڈسٹری (Industry) اور ایجوکیشن
 (Education) کے سلسلے میں اپنے چند خیالات کا اظہار کر کے
 ختم کر دوں گا۔ سنٹر کے فائیوایر پلان میں انڈسٹریز کا جو ریشو (Ratio) ہے
 اعداد میں ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ آنریبل ممبرس اچھی طرح جانتے ہیں کہ
 سنٹر کا فائیوایر پلان (Five-Year Plan) (۲۰۶۹) کروڑ کا ہے۔ اس میں
 انڈسٹریز کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اس کا پرسنٹیج (Percentage) (۸۴)
 فیصد ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے حیدرآباد کا فائیوایر پلان (۲۰۵۳) کروڑ کا ہے جس
 میں انڈسٹریز پر (۲۰۵۳) کروڑ روپیہ خرچ ہو گا اس کا پرسنٹیج (۲۰۵) ورک اؤٹ (Work out)
 ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں اپنی انڈسٹریز کو زیادہ تیز رفتار کرنے کے لئے اس پر
 زیادہ صرف کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری ۵۰ فیصد انڈسٹریز جو متاثر ہو رہی ہیں
 وہ متاثر نہ ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ سال ہمارے ٹوٹل ریونیو (Total Revenue)
 (۷۷) فیصد انڈسٹریز پر خرچ کیا گیا۔ میں اس موقع پر انڈسٹریز ورسز کالچ انڈسٹریز
 (Industries versus Cottage Industries) کا ذکر کر کے ایوان کا
 وقت لینا نہیں چاہتا۔ لیکن حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اگر
 ہم انڈیا کو انڈسٹری لایز کرنا چاہتے ہیں تو (Industrialize)
 ہماری انڈسٹریز کی یہ رفتار غیر مطمئن ہے۔ انڈسٹریز کے ڈیولپمنٹ (Development)
 کے لئے سنٹر (Centre) سے مقابلہ کرتے ہوئے میں دو
 چیزیں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ انڈسٹریز کے لئے ایک تو کپیٹل (Capital)
 کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسرے لیبر کی۔ آنریبل مینانرس سنٹر نے بتایا ہے کہ ہمارے
 یہاں خانگی لوگ انڈسٹریز میں اپنا کپیٹل لگانا نہیں چاہتے۔ وجہ یہ ہے کہ شائد وہ
 اعتبار نہیں کرتے۔ اسلئے یہ توقع رکھنا کہ انڈسٹریز میں ہمارے کا سارا سرمایہ گورنمنٹ
 ہی لگائے گی یہ ناممکن ہے۔ یہ عوام کا کام ہے کہ وہ انڈسٹریز کو ڈیولپ (Develope)
 کرنے کے لئے اپنا سرمایہ اپنے گھروں سے نکالیں۔ اور انڈسٹریز کو بڑھانے میں گورنمنٹ
 کا تعاون کریں۔ اس بارے میں دوسری چیز لیبر (Labour) ہے۔ اس کی
 نسبت مجھے یہ کھنا ہے کہ انڈیا میں انڈسٹریز میں امپلائمنٹ (Industrial employment)
 کا پرسنٹیج ڈاؤن ورڈ ٹرنڈ (Downward trend) پر ہے۔
 ۱۰۰ سے ۹۹ ہوا۔ ۹۹ سے ۹۷ ہوا۔ حیدرآباد کا انڈیکس (Index) میرے
 سامنے نہیں ہے۔ لیکن مجھے اس نتیجے پر پہنچنے میں دقت نہیں ہوتی کہ یہاں بھی
 انڈسٹریل امپلائمنٹ ڈاؤن ورڈ ٹرنڈ پر ہے۔ حیدرآباد کی جانب سے شائع شدہ ایسا کوئی
 انڈیکس ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا کہ جس میں انڈسٹریل پراڈکشن
 (Industrial Production) کا انڈیکس بتایا گیا ہو جہاں تک گورنمنٹ
 آپ انڈیا کا تعلق ہے ٹیکسٹائل انڈسٹری (Textile Industry)

بہت ہی اپ ورڈ ٹرنڈ (upward trend) پر ہے۔ لیکن مجموعی حیثیت سے گورنمنٹ آف انڈیا کی (۰) پرمٹ انڈسٹریز ایسی ہیں جنکا۔ ٹرنڈیک ورڈ (Backward) ہے۔ خود آنریبل فینانس منسٹر نے بتایا ہے کہ بجز کول۔ کائن۔ شوگر اینڈ پیپر کے سمنٹ میں (۴۰۰۰) ٹن کا خسارہ ہوا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ انڈسٹریل پروڈکشن کے انڈکس (Index) کو اوپر لیجانا زیادہ ضروری ہے۔ آج مختلف ممالک انڈسٹریز کو اوپر لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں انڈسٹریز کے بارے میں اپنا یہ سنجشن دینا چاہتا ہوں۔

ایجوکیشن (Education) کے سلسلے میں کچھ باتیں ایوان کے سامنے رکھ کر میں اپنے نبصرے کو ختم کروں گا۔ ایجوکیشن پر اگر چیکہ (۴۷۰) لاکھ روپیہ خرچ ہونا ہے لیکن پرائیوٹ انسٹی ٹیوشنس (Private institutions) جنکو آج کافی اہمیت حاصل ہے انکو صرف (۲۰) لاکھ روپیہ گرانٹ دی جاتی ہے۔ حال ہی میں میں اورنگ آباد گیا تھا۔ وہاں سرسوتی بھون ودیالیہ ہے۔ وہاں کی ٹنگشنگ (Functioning) کو میں نے دیکھا۔ لیکن اسکی مالی حالت بہت کمزور ہے۔ اسی طرح ویویک ورا دھنی ہے اور کی ایجوکیشنل سوسائٹیز ہیں میلا گلبرگہ اور مومن آباد میں بھی پرائیوٹ انسٹی ٹیوشنس ہیں۔ لیکن انکا، حالت بد سے بد تر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ ادارے عوام کی اچھی خدمت کر رہے ہیں لیکن ان کے لئے صرف ساڑھے پچیس لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں۔ میں کہوں گا کہ یہ رقم قطعاً ناکافی ہے۔ کم از کم پرائمری ایجوکیشن کا انتظام گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں اپنے کے بعد گورنمنٹ کے لئے یہ مارل آبیگیشن (Moral obligation) ہو جانا ہے کہ وہ ایسے اداروں کی مدد کرے۔ آج ہم یہ تھیوری (Theory) قبول کرتے ہیں کہ پرائیوٹ اداروں کو زیادہ سے زیادہ مدد کرنا چاہئے۔ میں یہ چیز ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا تھا لیکن اس وقت مختلف مددات پر تفصیل سے بحث کرنے کی گنجائش نہیں۔

آخر میں میں یہ کہوں گا کہ باوجودیکہ ریونیورسپس (Revenue Receipts) کم ہیں مں آنریبل فینانس منسٹر کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ کو بیلانس (Balance) کیا اور ایک معدولی ما (۳۰) لاکھ کا خسارہ بتایا۔ انہوں نے عوام پر کوئی نئے ٹیکس بھی عائد نہیں کئے۔ اور جو ٹیکس ہیں وہ ایسے ہیں کہ عوام اس سے متاثر نہیں ہوئے اسلئے میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

شری جی۔ سری راملو (متنہی) اسپیکر سر۔ آج ہمارے سامنے نیا بجٹ پیش ہے اور فینانس منسٹر ہم کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گزشتہ سال سے یہ زیادہ ترقی پسند بجٹ ہے گزشتہ سال جب انہوں نے اپنا سالانہ بجٹ پیش کیا تھا تو اپنے بجٹ کی تقریر میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے ابھی کاروبار سنبھال کر بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا ہے اور یہ بجٹ پہلے ہی بنایا گیا تھا اسلئے ہمارے ہاں کو اور مجھے امپر غور سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا اور کافی وقت نہیں ملا اسلئے مجھے کچھ نہ کچھ جلدی سے ہمارے سامنے پیش کیا گیا تھا لیکن

اب جو بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اسکے لئے تو فینانس منسٹر کو پورا ایک سال ۳۶۵ دن ملے ہیں۔ لیکن جب میں اس بجٹ کی طرف دیکھتا ہوں تو پہلے کے بجٹ میں اور اس بجٹ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا جس طرح پرانا بجٹ پیش کیا تھا اور اس میں جو آئٹمز تھے وہی سب آئٹمز اوسطرح سے جب اس بجٹ میں دیکھتا ہوں نظر آتے ہیں تو میں یہ کہہ سکتا ہوں۔

Any common man with a little understanding can put that question to the hon. Minister.

آپ نے ایسا کونسا بجٹ بنایا ہے جس سے ہم کو آرام ملے اور اس بجٹ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کے لئے ہم فینانس منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کریں میں یہ صاف طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ آج کی یہ جو رولنگ پارٹی ہے اور وہ جس چوکھٹے میں پھنسی پڑی ہے کہ پرانے چوکھٹے میں رہ کر یہ لوگ اس سے زیادہ اچھا بجٹ پیش نہیں کر سکتے ہیں یہ لوگ کوئی پروگریسیو بجٹ لا نہیں سکتے ہیں کیونکہ یہ چوکھٹا ہی ایسا کچھ عجیب ہے۔ اور اسکے اندر یہ لوگ اپنے کو گاندھی جی کے چیلے کہلاتے ہیں لیکن ان کے کہنے کے مطابق کام پر عمل نہیں کرتے ہیں گاندھی جی کا نام لیکر اور انقلاب کی قسم لیکر یہ لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں اور حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں جس پرنسپل کو وہ کہتے ہیں اسے رو بھل لانے کیلئے کیا کرتے ہیں؟ اسکے لئے وہ توتیار نہیں ہیں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو لا سکتے ہیں لیکن اسکے لئے اس طرح کا اسپرٹ (Spirit) ہونا چاہئے۔ صرف گاندھی جی کا نام لیکر کام نہیں چلیگا ہماری ہرجا سوشلسٹ پارٹی (Praja Socialist Party) کی جانب سے کئی بار کہا گیا ہے کہ آج کانگریس کی جو رولنگ پارٹی ہے وہ ڈپرسلڈ کلاسز (Depressed classes) اور کسان مزدوروں کی بھلائی کیلئے کچھ نہیں کر سکتی ہے اسکے بارے میں ان کے سامنے کوئی بلیوپرنٹ (Blue Print) نہیں ہے کوئی نقشہ نہیں ہے جب تک کوئی نقشہ سامنے نہ ہو تب تک یہ لوگ کچھ کام نہیں کر سکتے ہیں اور پلان بنے بھی تو اسپرٹ عمل نہیں ہوتا ہے پورے ایک سال ہم نے صبر کیا اور دیکھا کہ کچلے ہوئے کسان اور مزدوروں کی بھلائی کیلئے یہ سرکار کیا کر رہی ہے کانگریس پارٹی نے پوری پوری کوشش کی کہ انکی جانب سے وہ عوام میں کچھ نہ کچھ ایسا کام بتا سکیں کہ وہ عوام کیلئے انکی بھلائی کیلئے کام کر رہی ہے لیکن وہ لوگ اس میں ناکامیاب رہے ہر بار یہ کہہ کر لوگوں کو خاموش کیا جاتا ہے کہ آج کی حالت بہت نازک ہے اسلئے زیادہ بنیادی کام نہیں ہو سکتے ہیں۔

بجٹ کے بحث کے دوران میں اس جانب کے ممبروں کی تقریر سن کر تو مجھے تعجب ہوا انکی تقریر تو بجٹ کے تعلق سے نہیں تھی انہوں نے کہا کہ ان پرانی باتوں کو یاد کیجئے جبکہ ہم لوگ منہ بھی نہیں کھول سکتے تھے وہ لائق علی کا زمانہ یاد کیجئے جبکہ یہاں پر منہ تک کھولنے کی ہمت نہ تھی نظام صاحب اپنا بیٹا تیار کروا کر چاہے

جیسا خرچ کر سکتے تھے اور آپکو اس پر بولنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی لیکن آج ہم لوگ یہاں پر بیٹھ کر کھلے عام بحث پر بحث مباحث کر سکتے ہیں نکتہ چینی کر سکتے ہیں کھلے عام اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں ” اور انہوں نے یہ بتانیکی کوشش کی کہ، ”ہم نے کتنا بڑا کام کیا ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسا آپ نے کونسا بڑا بھاری کام کیا ہے ایسا آپ نے کونسا تیر مارا ہے جس کے لئے آب بڑی شان سے کہہ رہے ہیں اور بار بار یہی طوطے کی رٹ لگا رہے ہیں ہم نے کیا کام کیا ذرا دیکھئے تو۔ جب آب ڈیموکری کے اصولوں کو مان کر یہاں بیٹھتے ہیں تو آپ کیلئے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ آپ اس کو ضرور کریں۔ ہم اور آپ نے ملکر اس ناقابل برداشت حالات کا مقابلہ کر کے اس جمہوریت کو لایا۔ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھئے کہ آج ہمارے سامنے نظام صاحب آکر آج بھاشن (भाषण) کرتے ہیں یہ کتنی بڑی بات ہو گئی ہے یہ تو ایک زمانہ کا تقاضا ہے کہ انہیں آنا بڑتا ہے کیا مسئلے آتے ہیں کہ ان میں کوئی بڑا پری ورتن (परिवर्तन) ہوا ہے؟ ایسا ماننے کیلئے میں تیار نہیں ہوں یہ تو سب ڈیموکری کے فنڈامنٹل اصول ہیں۔ آپ نے ابھی تک اپنی اکنامک حالات مضبوط کرنے کیلئے کیا کیا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ نظام کتنے حقیقت پسند ہیں آج وہ ہمارے پیچ میں آکر اڈریس کرتے ہیں میں اس بات کو ماننے والا نہیں ہوں آج ہمارے سامنے کرسی پر آپ اسٹیٹ کے سب سے بڑے جاگیردار کو بٹھاتے ہیں سب سے بڑا جاگیردار نظام ہے اسکو آپ ہمارے سامنے کرسی پر بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے جاگیرداری ختم کی۔ نظام سب سے بڑا جاگیردار قائم ہوتے ہوئے بھی آپ یہ کہتے ہیں آپ یہ کہہ کر انکو آئنگن (आलिंगन) کر لیجئے کم سے کم عوام کی آواز سن کر انہیں اس کے مطابق کچھ نہ کچھ کام اس ایوان کے سامنے کر کے دکھانا چاہئے انکو خود ہو کر کہنا چاہئے تھا کہ میں ایک کروڑ روپیہ لینا نہیں چاہتا۔ لیکن وہ تو اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ابھی تو بہت بڑا ”پری ورتن“ آنا ہے۔ ہم تو نظام صاحب کے بارے میں عوام کا جو نظریہ ہے اسے ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے گزشتہ سال والڈ اوٹ ہوا اور اس سال بھی بائیکاٹ ہوا۔ انکو دیکھتے ہوئے نظام کو کم سے کم اپنے لڑکے کیلئے جگہ خالی کر دینی چاہئے تھی لیکن ایسا انہوں نے کچھ نہیں کیا وہ تو ایک کروڑ روپیہ لئے ہی جارہے ہیں۔ وہ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں بھر بھی اس اسمبلی میں اڈریس (Address) دینے کیلئے بے لڑکھڑا لے ہوئے اور گرتے پڑتے آہی جاتے ہیں۔ کیوں آتے ہیں؟ وہ جو ایک کروڑ روپیہ ملتا ہے اس کے لئے آئے ہیں چاہے کچھ بھی ہو وہ تو اپنا ایک کروڑ روپیہ لیتے ہی رہ جاتے اور اسلئے گرتے پڑتے ہی کیوں نہ ہو وہ اسمبلی میں اڈریس دینے کیلئے آتے ہی رہ جاتے۔ آپ ان کو ایک کروڑ روپیہ دے جارہے ہیں جسکی بالکل ضرورت نہیں ہے کمپنڈیشن (Compensation) کیلئے انکو کچھ بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ جاگیرداری بچٹ نہیں ہے اگر یہ سچ سچ جاگیرداری بچٹ نہوتا تو اسمیں کسان مزدوروں کی بھلائی کیلئے کچھ پروویژنس (Provisions)

ضرور دکھنا جب رولنگ ہارٹی بجٹ تیار کرتی ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ کسان مزدوروں کی بھلائی کیلئے اسمیں انتظام ہونا چاہئے میں قینانس منسٹر صاحب کو واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اسمیں ایسی کوئی اسکیم میری نظر میں نہیں آئی جس سے مزدوروں کی کچھ بھلائی ہو میں سمجھا تھا کہ اس جمہوریت میں آجائیکے بعد اسٹیمپس کمیٹی (Estimates Committee) میں جو کچھ باتیں ہوئی ہیں انکو کم سے کم اپنے دل میں رکھ کر اس رخ میں حکومت کام کر رہی ہے ، جمہوریت کے طریقہ پر سارے مسائل حل ہونگے اس اسمبلی میں چن کر آنیوالے لوگوں کی باتوں کا اثر بجٹ پر پڑیگا اور اس بجٹ کا برائے طریقہ کا ڈھانچہ بدلیگا اور کسان اور مزدوروں کی ترقی کے طرف حکومت آگے بڑھگی یہ جو ہماری خواہش تھی وہ سب ناکارہ اور ناکامیاب یا بت ہو رہی ہے لیکن بجٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہی دل اور دماغ کے مطابق کام کرنے پر رولنگ ہارٹی تلی ہوئی ہے اسوجہ سے عوام کے سامنے کانگریس پارٹی اور کانگریسی حکومت بدنام اور ناقابل ثابت ہو رہی ہے اسکی وجہ سے انکا بھوشیہ (भविष्य) کیا ہوگا یہ سمجھنے سے ہم قاصر ہیں ۔ سکریٹریز اور انکے ڈپارٹمنٹس کے اخراجات کو منظور کرنیکے لئے ہی صرف ہمکو یہ بجٹ منظور کرنا ہے کیونکہ تنخواہ والوں کو تنخواہ نہیں ملی تو گورنمنٹ نہیں چل سکتی اسی لحاظ سے ہمکو یہ بجٹ منظور کرنا ہے اگر دوسری باتوں کو بجٹ میں ڈھرنڈھنے کی کوشش کریں گے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسان یا مزدور کو ترقی کیلئے کام ویسے ہی پڑے ہیں اسکا لیانڈ پرابلم جوں کا توں بڑا ہے لیکن سکریٹریز کی تنخواہیں الونسز (Allowances) ٹی ۔ ایز (T. As.) وغیرہ ویسے کے ویسے ہیں ۔ کرپشن (Corruption) بڑھتا جا رہا ہے گزشتہ سال جتنا کرپشن تھا اس سے زیادہ رشوت خوری کانگریس آج میں ہو گئی ہے اسکے بارے میں اگر آپ سنسس (census) لینگے یا نیوز پیپر میں ایک خاص کالم اوپن (Open) کر کے لوگوں سے رائے پوچھینگے یا اس سوال پر ریفرنڈم بھی لیا جائے تو کرپشن دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے یہی لوگ کہینگے ۔

Bell

مجھے صرف ۸ ہی منٹ دیئے گئے ہیں ۔ پورا ٹائم تو مجھے دیا جائے ۔ ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اپ نے کوئی میدان نہیں مارا یا کوئی بڑی فتح حاصل نہیں کی ہے کہ جسکے لئے یہ بجٹ منظور کیا جائے ۔ منسٹروں کیلئے سات آٹھ لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں جیل کیلئے ۱۳ لاکھ اور اسمبلی کے ممبروں کیلئے ۱۴ لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں ۔ اسی کیلئے ہمکو یہ بجٹ منظور کرنا ہے نیشن بلڈنگ اکیٹیویٹیز (Nation Building Activities) کیلئے جو خرچ ہونے والا ہے وہ کل رقم کے ۳۸ فیصد کے قریب ہونے والا ہے اگر نیشن بلڈنگ اکیٹیویٹیز کیلئے ۲۸ پرمینٹ خرچ ہو اور بولس یا دوسرے انتظامات کے ڈپارٹمنٹ کیلئے ۱۰ پرمینٹ خرچ کیا جائے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح سے آپ اسٹیٹ کو ترقی کرنیوالے ہیں ؟ ۳۸ پرمینٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قریب قریب ۱۱ کروڑ روپیہ اپ نیشن بلڈنگ اکیٹیویٹیز کیلئے رکھ رہے ہیں یعنی یا کہ آبادی کے لحاظ سے ہر شخص کے پیچھے آپ صرف ۸ روپے

خرج کرنے والے ہیں ! یعنی ایجوکیشن (Education) لیانڈ ریفارمس (Land Reforms) مڈ نکل (Medical) ویٹرنری (Veterinary) اور اریگیشن (Irrigation) جیسے کئی دس مسئلے ہیں جن کے اوپر نیشن بلڈنگ منحصراً انکے اوپر صرف ۱۱ کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو زیادہ کچالے ہوئے لوگ ہیں کسان اور مزدور - ان کو اوپر لائے کیلئے اور گاؤں میں آپ کے پاس جو پیسہ ہے وہ بہانے کیلئے آپ نے کوئی کوشش نہیں کی ہے جس طرح سے جاگیرداری کی باتیں کرنے والے کسان اور مزدور کا خون چوستے ہیں اسی طرح سے شہر میں بیٹھنے والے لوگ گاؤں کی رونق اور ترقی کو لوٹ رہے ہیں اس وجہ سے ہس چاہئے کہ بجٹ کا کافی جز ہسکو گاؤں کی آبادی کی ترقی کیلئے خرچ کرنا چاہئے آج ہمیں گاؤں کو زیادہ خوبصورت اور خوشحال بنانا ہے تاکہ کسان اور مزدور بھوک کے مارے تڑپنا نہ رہے اگر آپ اسکو دراصل لیانڈ (Land) کی اونر شپ (Ownership) دینا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنا سارا بجٹ اسکی طرف ڈائریکٹ (Direct) کرنا چاہئے -

مجھے اور دو منٹ دیجئے تاکہ میں اپنی تقریر ختم کروں - Bell
ڈپٹی اسپیکر - آپکو ۱۵ منٹ دیئے گئے ہیں -

شری جی سری راملو - اس طریقہ سے جب میں بجٹ کی طرف دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ دولت مند لوگوں کی طرف جاگیر دارانہ بجٹ کی طرف یہ حکومت پڑھ رہی ہے -

آگے چلکر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا اڈمنسٹریشن دن بدن ٹاپ ہیوی (Top-heavy) ہوتا جا رہا ہے جیسے کہ سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر نے فرمایا۔ نیچے کے لوگوں کو کم نہیں اور اوپر کے لوگوں کو زیادہ نہیں ایسے لیول پر جتنک آپ بجٹ نہیں لائینگے تب تک کوئی سیونگ نہیں کر سکتے - سیونگ کے بارے میں ۵ سالہ پلان میں جو باتیں سبجسٹ کی گئی ہیں وہ آپ کبھی نہیں کر سکیں گے جب تک آپ سکرٹریز کی تنخواہ کے لئے بجٹ تیار کریں گے اور جتنک ہم یہ نہیں دیکھتے کہ عوام کے فائدہ کی چیزیں کرنے کے لئے آپ دراصل آگے بڑھ رہے ہیں تب تک ہم کہتے رہیں گے کہ یہ ”جاگیر دارانہ بجٹ ہے“ -

ایجوکیشن کے سلسلہ میں میں آخری میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں آندھرا سرسوتی پریشد کے لئے پچھلے بجٹ میں ۱۸ لاکھ روپیے منظور کئے گئے تھے لیکن ان کا کوئی فائدہ اس سوسائٹی کو نہیں ملا اب یہ رقم لاپس (Lapse) ہوئے کے دن آ رہے ہیں ایسی بہت سی پرائیویٹ سوسائٹیاں اس حیدر آباد اسٹیٹ میں ہیں جو پبلک کی میوا کرتی ہیں لیکن ان کو نظر انداز کیا گیا ہے جہاں پر خرچ کرنیکی ضرورت ہے وہاں روپیہ خرچ نہیں کیا جاتا اور جو غیر ضروری اخراجات ہیں انکو اوپر زیادہ بڑھانیکی کوشش ہوتی ہے - آندھرا سرسوتی پریشد کی طرح جو پبلک انسٹیٹیوشن

ہیں جو لوگوں کو تعلیمیافتہ بنانیکی کوشش کر رہے ہیں انکو نکلاکٹ (Neglect) کیا جا رہا ہے جو اس طرح کی پرائیویٹ سونستھائیں ہیں انکو مارچ (March) کے آخر تک امداد ملنی چاہئے اور جب تک آپ عوام کی بہبودی اور ترقی کے خیال سے بجٹ نہیں بینس کرینگے تب تک آپ کامیاب نہیں ہونگے۔ اتنا کہہ کر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری بابا پی ریڈی (ابراہیم باں - عام) مسٹر اسپیکر - آج ہمارے سامنے دوسرے سال کا موازنہ موجود ہے۔ گویا کانگریس نے پاور (Power) میں آکر ایک سال کا دورہ ختم کر لیا ہے۔ پہلے بجٹ کے ڈسکشن کے وقت کئی امیدیں کئی اکسپیکٹیشنس (Expectations) کئے گئے تھے۔ کئی سنجیشنس (Suggestion) ٹریزری بینچس (Treasury Benches) کی جانب سے بھی آئے۔ پورے (۱۲) ماہ تک غریب کسان اور مزدوروں تا کرتے رہے کہ چیئرس (Changes) آئینگے۔ اس اثنا میں اسٹانڈرڈ آف لیوننگ (Standard of living) بڑھتا رہا۔ یہ توقع تھی کہ اوس سے کچھ ریلیف (Relief) ملے گی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اون غریب کسانوں اور مزدوروں کی حالت بد سے بدتر ہوتی رہی۔ رولنگ پارٹی (Ruling Party) کا کہنا ہے کہ چیئرس آئے ہیں۔ میں کہوں گا کہ وہ چیئرس اتنا ہی تھا کہ بجائے (۱۳) منسٹرس کے (۱۰) منسٹرس ہو گئے اس سے بڑھ کر کوئی چیئرس نہیں ہوا۔ اگر رولنگ پارٹی یہ کہنے کی جرات کرتی ہے کہ ہم نے ہمارے کسانوں اور مزدوروں کی حالت کو بہتر بتایا تو میں کہوں گا کہ اس کا اون کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اوس طرف کے چند آئریبل ممبروں نے اپوزیشن کی ٹریشیم (Criticism) کا مذاق اڑایا۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک فرمایا کہ آپ کو تو بات کرنے کی آزادی ملی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بات کرنے کی آزادی تو آپ کو ملی ہے۔ آپ کو تو پہلے بات کرنے کی بھی آزادی نہیں تھی۔ بات کرنے والے تو پہلے بھی کرتے رہے۔ مگر آپ آج محسوس کر رہے ہیں کہ آپ کو آزادی ملی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ ملک کا سدھار ہو گیا ہے۔ یک اور آئریبل ممبر نے ہاری انتر آتما (आंतरात्मा) پر دھیان دیا۔ میں اون سے صاف کہنا چاہتا ہوں کہ آپ پہلے اپنی انتر آتما کو دیکھیں۔ دوسرے لوگوں کی انتر آتما کر کیوں ڈھونڈتے ہیں ؟

اب میں اصل بجٹ کی طرف آؤنگا۔ میں (۱۵) منٹ کے عرصہ میں پورا ڈسکشن تو ختم نہیں کر سکتا۔ بھر بھی کچھ پائنٹس (Points) عرض کرونگا۔ جو ذہنیت اور یک گراؤنڈ رولنگ پارٹی کا اس بجٹ میں نظر آ رہا ہے اوس سے کسی کامن بیان (Common man) کو دلچسپی اور انٹرسٹ (Interest) نہیں ہو سکتا۔ اوس کی اسٹانڈرڈ آف لیوننگ (Standard of living) بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسکے حل کرنے کے لئے آپ نے کچھ نہیں کیا۔

آنریبل ممبر فرام چادر گھاٹ نے تسلیم فرمایا ہے کہ لینڈ ایریرس (Land Areas) وصول کرتے میں حکومت ناکام رہی ہے۔ میرا بھی یہی کہنا ہے۔ ایکن میرے نظریہ اور اون کے نظریہ میں فرق ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ لینڈ ایریرس کس طرف سے باقی ہیں۔ کیا وہ چھوٹے چھوٹے کاشنکار اور غریب کسانوں کی طرف سے باقی ہیں یا بڑے بڑے نواب۔ جاگیر دار اور مکار پٹیل ہٹواریوں کی طرف سے۔

مسٹر چیئرمین (شری اننت ریڈی) اب ایک بچ گیا ہے۔ کل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ہم اڈجرن ہوتے ہیں۔ کل ڈسکشن کنٹینیو (continue) رہیگا۔

